عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۴۵

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

غزوہ احد

کفر و اسلام کی دوسری جنگ

جب صورت حال مسلمانوں کے خلاف ایک دم پلٹ گئی

صحابہؓ کی جرأت و شجاعت، صبر و استقامت کے ایسے کارنامے جو جہاد کی روح ہیں

کشمیر لبریشن فرنٹ کے لیڈر امان اللہ خان

کیا چاہتے ہیں؟ کیوں چاہتے ہیں؟

کس کے لئے چاہتے ہیں؟

کن کے اشاروں پر چاہتے ہیں؟

بھارت میں قادیانیوں کا جشن صد سالہ

★ کشمیر کے جہاد کو سبوتاژ کرنے کی ناکام سازش

← بھارتی سرکار کی قادیانیت نوازی

← قادیانی اسرائیلی تعلقات ← چند تاریخی حقائق

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

عقیدہ ختم نبوت

قسط نمبر ۳

تحریر:۔ طاہر رزاق، لاہور

ملا علی قاریؒ

شرح شمائل میں مہر نبوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں مہر نبوت کی نسبت نبوت کی طرف اس لیے ہے کہ اس کے ذریعے سے محل نبوت پر مہر لگ چکی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہوگا۔

علامہ سید محمود آلوسیؒ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں اور جن کو احادیث نبویہ نے نہایت وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ اور جن پر امت نے اجماع کیا ہے۔ اس لیے اس کے خلاف کا مدعی کافر سمجھا جائے گا اور اگر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے گا۔ (روح المعانی ص ۶۵ ج ۱)

امام غزالیؒ

بے شک امت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی) سے اور قرآن احوال سے یالا جماع یہی سمجھا ہے کہ آپ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے۔ نہ تخصیص۔ (الاقتصاد طبع مصر ص ۱۲۸)

شاہ عبدالعزیزؒ

آپ میزان العقائد میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

قرآن و حدیث سے ختم نبوت کے موضوع پر روشن دلائل پیش ہو چکے۔ صحابہؓ کے پر انوار خیالات بھی آپ کی نظروں کو سعادت بخش چکے، مفسرینؒ، محدثینؒ، صوفیائے کرامؒ اور اولیائے کرامؒ کے اقوال زریں کا مطالعہ بھی کر چکے۔ اب ہم اس مسئلہ پر کتب سماویہ، آپ سے پیش رو انبیائے کرامؑ اور ان کے ماننے والوں اور چند دیگر شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر فتنہ انکار ختم نبوت کے مقلدین کو اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو جانا چاہیے اور فتنہ ارتداد کی دھوپ سے نکل کر زیست کے باقی دن شجر اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں گزار دینے چاہییں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

امام التفسیر ابن جریر طبریؒ آیت کریمہ کے تحت الواح تورات کا ذکر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میں الواح تورات میں ایک ایسی امت دیکھتا ہوں جو پیدائش میں سب سے آخری ہے۔ اور دخول جنت میں سب سے مقدم اے میرے رب! ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔" بحوالہ ختم نبوت کامل مفتی محمد شفیعؒ)

حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت وہب بن منبہؒ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی جس میں طویل کلام کے ضمن میں یہ کلمات بھی مذکور ہیں۔ "میں ایک نبی اُمّی بھیجنے والا ہوں۔ جس کے ذریعے سے میں بہرے کانوں اور بند دلوں اور اندھی آنکھوں کو کھول دوں گا۔ ان کی جائے پیدائش مکہ اور ہجرت گاہ مدینہ اور اقتدار شام میں ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا اور ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا، ان کی کتاب پر آسمانی کتابیں اور ان کی شریعت پر تمام شریعتیں اور ان کے دین پر تمام ادیان ختم کر دوں گا۔" بحوالہ ختم نبوت کامل از مفتی محمد شفیعؒ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام میں لکھا ہوا ہے: "آپ کی اولاد میں قبائل در قبائل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ نبی اُمّی آجائیں گے جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔" (بحوالہ ختم نبوت کامل از مفتی محمد شفیعؒ)

حضرت یعقوب علیہ السلام

ابن سعدؒ محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر یہ وحی نازل فرمائی۔

"میں آپ کی ذریت میں بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا یہاں تک کہ حرم والے نبی مبعوث ہوں، جن کی امت ہیکل بیت المقدس کو بنائے گی اور وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام "احمد" ہوگا۔" (بحوالہ ختم نبوت کامل از مفتی محمد شفیعؒ)

باقی صفحہ ۲۷ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوت

جلد نمبر ۱۰ | بتاریخ ۱۰ تا ۱۶ شوال ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۳ تا ۱۹ اپریل ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۴۵

مدیر مسئول ــــ عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ عقیدۂ ختم نبوت ــــــــ ۲
۲۔ ملاّ نہ تجھ سا کوئی مجھے یا رب ــــــــ ۴
۳۔ ربوہ کے نوجوانوں میں بغاوت (اداریہ) ــــــــ ۵
۴۔ غزوۂ احد ــــــــ ۷
۵۔ داستان ازیلا (قسط وار) ــــــــ ۱۰
۶۔ کشمیر لبریشن فرنٹ کے راہنما امان اللہ خان ــــــــ ۱۲
۷۔ تعارف (قسط نمبر ۱۵) ــــــــ ۱۳
۸۔ تاثرات غم ــــــــ ۱۴
۹۔ آنجہانی مرزا قادیانی کی پیشگوئیاں ــــــــ ۱۶
۱۰۔ قاری محمد سعید کا انتقال پر ملال ــــــــ ۱۸
۱۱۔ قادیانیوں کا جشن صد سالہ ــــــــ ۲۲

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر
محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰۔ پاکستان
فون نمبر 770337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ
سالانہ ــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ــــ ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک، ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳، کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا ــ طابع: سید شاہد حسن ــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ــ مقام اشاعت: ۱۰۳ ، جناح ٹاؤن کراچی

مِلا نہ کوئی بھی تجھ سا مجھے سخی یارب

سید
امین گیلانی

تری طلب میں ہی اب مطمئن ہے جی یارب
عبث ہے میرے لیے غم ہو یا خوشی یارب

یہ کس مقام پہ لے آئی زندگی یارب
ہر آشنا مجھے لگتا ہے اجنبی یارب

وہ جن کی آنکھوں میں آنسو ہیں تو انہیں دیدے
یہ میرے ہونٹوں سے لے کر مری ہنسی یارب

میں چاہتا تھا کہ دشمن بھی دوست بن جائیں
تو دوست کرنے لگے مجھ سے دشمنی یارب

اِسی لیے ترے در پر میں آ کے بیٹھ گیا
مِلا نہ کوئی بھی تجھ سا مجھے سخی یارب

کڑی گھڑی میں جب احباب ہو گئے غائب
تو ایک تُو ہی نظر میں تھا اُس گھڑی یارب

یہ کس نے چھین لیا جوہر آدمیت کا
کہ آدمی سے ہے بیزار آدمی یارب

میں تیرا بندہ ہوں تو بخش بندگی کا ہُنر
ادا ہو مجھ سے بھی کچھ حقِ بندگی یارب

بنا لیا ہے تجارت تری عبادت کو
یہ دیکھ اپنی محبت کے مدعی یارب

ہر ایک شئے کی حقیقت کو جس سے دیکھ سکوں
تو بخش دیدہ و دل کو وہ روشنی یارب

میں لڑکھڑا کے جہنم میں گر پڑوں نہ کہیں
کہ پُل صراط سی ہے راہِ راستی یارب

چلا جو اِس پہ بالآخر پہنچ گیا سردار
عجیب راہ ہے یہ راہِ عاشقی یارب

زباں عطا ہے تری ذکر تو کروں گا ترا
میں اختیار کروں کیسے خامشی یارب

لہو ہے، لاشیں ہیں، آنسو ہیں، شور و شیون ہے
کہاں گئی تری دنیا کی دلکشی یارب

بچاؤں کیسے میں کمزور فتنہ گر ہیں قوی
یونہی رہا تو یہ دنیا اُجڑ گئی یارب

بتوں کے سامنے پھر سجدہ ریز ہیں بندے
تو بھیج دے کوئی محمود غزنویؒ یارب

تو دل میں آگ محبت کی اس قدر بھر دے
امیں کی آنکھوں میں ہر دم رہے نمی یارب

ربوہ کے نوجوانوں میں اٹھنے والی بغاوت کی لہریں

لوہا گرم ہے حکومتِ پاکستان اپنی ذمہ داری پوری کرے

ربوہ میں مقیم قادیانیوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے نظام جماعت سے بغاوت کی لہریں اٹھ رہی ہیں ہم نے قبل ازیں قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر کے ایک "خطبے" کے اقتباس شائع کئے تھے جس میں اس نے کہا تھا کہ :-

۱۔ ربوہ میں نام نہاد دانشوروں کا ایک طبقہ پیدا ہو چکا ہے جو نظام جماعت پر تنقید کرتا ہے۔

۲۔ اس طبقہ نے ہوٹلوں اور ریسٹورنٹوں کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہوا ہے۔

۳۔ وہاں کے مقامی لیڈروں پر بھی تنقیدیں ہوتی ہیں۔

۴۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ کاروں میں گھومتے ہیں لیکن مبلغین اور مربی ان سہولتوں سے محروم ہیں۔

۵۔ نوجوانوں میں بغاوت کا بیج بویا جا رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے مرزا طاہر کے خطبے کا مفہوم اپنے الفاظ میں پیش کیا ہے یہ خطبہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے ربوہ سے موصولہ ایسی رپورٹیں بھی شائع کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ربوہ میں سوائے ان افراد کے جن کے قادیانی کی رائل فیملی سے ذاتی مفادات وابستہ ہیں یا قادیانی جماعت سے مالی منفعت حاصل کر رہے ہیں وہاں کے اکثر عوام قادیانی لیڈروں اور قادیان کی رائل فیملی کی عیاشیوں بدمعاشیوں اور شاہ خرچیوں سے سخت نالاں ہیں۔

لیکن مجبور ہیں بول نہیں سکتے اس لئے کہ وہاں کسی قادیانی کی اپنی زمین نہیں ہے اور جس زمین پر انہوں نے اپنے خرچے سے مکانات تعمیر کئے ہیں وہ زمین قادیانی جماعت کو انگریز گورنر نے لیز پر دی تھی جس کے بعد قادیانی جماعت نے ایک اسٹیٹ ایجنسی کا روپ دھار لیا اور بھاری رقم لے کر قادیانیوں کو پلاٹ الاٹ کرتی رہی جس پر وہ اپنے خرچے سے مکان تعمیر کرتے تھے وہاں بہت سے ایسے قادیانی ہیں جن کی ربوہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں کوئی رہائش جگہ نہیں۔ جائیں تو جائیں کہاں۔ غلامی کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں اور وہ "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔

اگر کوئی قادیانی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کھل کر سامنے آتا ہے اور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے تو اسے یک بینی و دوگوش ربوہ بدر کر دیا جاتا ہے۔ ایسے میں قادیانی اسٹیٹ ایجنسی اس کے پلاٹ پر ہی قابض نہیں ہو جاتی بلکہ اس پلاٹ پر اس قادیانی نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے جو مکان تعمیر کیا تھا اس مکان سے بھی محروم کیا جاتا ہے اس کے بعد وہ پلاٹ اور مکان کسی دوسرے کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ بیچارہ کف افسوس ملتا ہوا اور اپنے خون پسینے کی کمائی سے بنائے ہوئے مکان کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہوا ربوہ چھوڑ جاتا ہے لیکن جہاں بھی جاتا ہے قادیانی گوریلے اس کا تعاقب یا نگرانی کرتے ہیں اور جان و مال (جسے وہ بمشکل بچا کر لاتا ہے تاکہ کوئی کاروبار کر سکے) سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا خطرہ سر پر منڈلاتا رہتا ہے اور وہاں جا کر وہ خاموشی میں ہی اپنی عافیت سمجھتا ہے۔

ہم نے سطور بالا میں قادیانی جماعت کو "قادیانی سٹیٹ ایجنسی" کا نام دیا یہ ہماری ذہنی اختراع یا الزام نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ جو قادیانی ربوہ میں آباد ہیں اس سٹیٹ ایجنسی نے کوڑیوں کے بھاؤ لیز پر حاصل کر دہ زمین کے پلاٹ بنائے اور پھر وہ ہزاروں روپے لے کر اس شرط پر قادیانیوں کو الاٹ کر دیئے کہ زمین ایجنسی کی ہے مکان تمہارا۔ اگر کوئی مالک پلاٹ مر جاتا ہے تو اس کے لئے اخبار میں محکمہ دار القضاء کی طرف سے اعلان شائع کیا جاتا ہے۔ ۲۵ فروری ۱۹۹۲ء کے الفضل میں ایک اعلان کی عبارت ملاحظہ ہو:-

"مکرم محمد خالد گورایہ صاحب ساکن محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ان کی اہلیہ عائشہ صدیقہ گورایہ صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں ان کا ملکیتی پلاٹ نمبر ۳۳ – ۴۲/۱۹ دارالرحمت وسطی ان کے مندرجہ ذیل ورثاء کے نام منتقل کیا جائے"

ورثاء کے نام شائع کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

"بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس دن کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

کسی وارث کے اعتراض کی بات تو صحیح ہو سکتی ہے کہ وہ بھی مرنے والے کا وارث ہو اور اس میں حصہ دار ہو لیکن یہ غیر وارث کا اعتراض سوائے عیاری اور مکاری کے کوئی اہمیت نہیں رکھتا اس کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کسی غیر وارث سے کوئی اعتراض کرا کر اس پلاٹ کو متنازعہ بنا دیا جائے جب وہ پلاٹ متنازعہ ہو گیا اس لئے تمام وارث محروم ہو گئے اور اس طرح پھر سے وہ پلاٹ قادیانی اسٹیٹ ایجنسی کے قبضہ میں آ گیا۔ ایجنسی بھاری رقم لے کر خواہ مرنے والے کے وارثوں کو دے دے یا اسی غیر وارث کو جس نے اعتراض کیا، فروخت کر دے۔ الغرض ربوہ کے قادیانی ہر طرح سے قادیان کی رائل فیملی کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں اور قادیانیوں کی دگ "شہ رگ" پر ان کا انگوٹھا رکھا ہوا ہے۔ اسی صورت حال کی وجہ سے ربوہ کے قادیانی رائل فیملی سے نالاں تو ضرور ہیں لیکن اس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی جرأت نہیں کر پاتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عرصہ سے یہ مطالبہ کرتی چلی آ رہی ہے اور یہ مطالبہ اب بھی ہے کہ حکومت ربوہ کی لیز کو منسوخ کر کے وہاں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دے اچاہے اس کی مناسب قیمت لے لے، جب وہاں کے قادیانیوں کو مالکانہ حقوق مل جائیں گے تو پھر پوری دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ وہاں کے عوام قادیان کی رائل فیملی کے کتنے وفادار ہیں بلکہ ہم تو دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ رائل فیملی اسی طرح ربوہ سے بھاگے گی جس طرح مرزا طاہر بھاگ کر لندن گیا ہے۔ اور اب اپنی موت کے انتظار میں ہے جو کسی بھی وقت اسے آ کر دبوچ سکتی ہے۔

ہم یہاں یہ بات بھی بتا دیں کہ لیز منسوخ کرنا حکومت کے اختیار میں ہے غالباً صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں پنجاب کے کچھ زمینداروں کی زمینوں کی لیز منسوخ کرنے کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہی ہیں ان میں ایک جانا پہچانا نام بیگم عابدہ فخر امام کا بھی ہے (جو آج کل امریکہ میں پاکستان کی سفیر ہیں اور اسرائیل کو تسلیم کرنے کا راگ الاپ رہی ہیں) عابدہ حسین کی زمین شاہ جیونہ میں ہے کچھ اس نے یا اس کے والد نے لیز پر حاصل کی ہو گی اس وقت کسی وجہ سے اس لیز کو منسوخ کرنے کا اعلان ہوا تو اس کے لیے مزاحمت کا اعلان ہوا بلکہ قبضہ کے لئے رینجرز بھیجی گئی یا بھیجے جانے کا اعلان ہوا ——— بعد میں کیا ہوا اس کا ہمیں کچھ علم نہیں البتہ لیز منسوخ کرنے کی خبریں ضرور آئی تھیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ حکومت بے اختیار نہیں اسے اختیار حاصل ہے وہ جس لیز کو جب چاہے منسوخ کر دے ربوہ کی زمین کی لیز بھی منسوخ کر سکتی ہے اور اسے اسلام اور پاکستان کے مفاد میں ایسا کرنا چاہئے اس وقت لوہا گرم ہے اور ربوہ کے دانشور طبقہ میں ہی نہیں وہاں کے نوجوانوں میں بھی بغاوت کی لہریں اندر ہی اندر اٹھ رہی ہیں وہاں نوجوانوں کی ایک تنظیم "دسٹیزن ایکشن کمیٹی" کے نام سے بن چکی ہے جس نے پچھلے دنوں مندرجہ ذیل پریس ریلیز جاری کیا ہے:۔

"ربوہ (پ ر) قادیانی نوجوانوں میں مرکزی بائی کمان کے بعض سرکردہ لیڈروں کی بدریانتیوں بداعمالیوں اور جماعتی فنڈز کو اپنی ذاتی انا کی تسکین پر خرچ کرنے کے خلاف شدید نفرت اور بے چینی پائی جاتی ہے سٹیزنز ایکشن کمیٹی کے ایک پریس ریلیز کے مطابق قادیانی اپنے مفاد پرست راہنماؤں کی عقل و دانش بے غیرتی اور بے حسی پر ماتم کناں ہیں وہ فنڈز جماعتی تبلیغ و تعلیم کیلئے دیتے ہیں مگر یہ ناعاقبت اندیش اور بد دیانت راہنما جماعتی مفاد اور وقار کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے جماعتی خزانہ سے کروڑوں روپیہ خرچ کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ پریس ریلیز میں قادیانی جماعت کے سربراہ، مرزا طاہر احمد سے ایسی کالی بھیڑوں کو فی الفور جماعت کی رکنیت سے خارج کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۴ مارچ ۱۹۹۲ء)

یہ پریس ریلیز قادیانی نوجوانوں میں پھیلی ہوئی بغاوت کی واضح نشاندہی کر رہا ہے اس لئے ہمارا حکومت سے یہ پرزور مطالبہ ہے کہ:۔

۱۔ ربوہ کی لیز منسوخ کی جائے اور وہاں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

۲۔ اہل ربوہ کو قادیانی کی رائل فیملی کے چنگل سے نجات دلائی جائے۔

۳۔ قادیانی سٹیٹ ایجنسی یا قادیانی جماعت نے جو پلاٹ فروخت کئے ہیں ان کی رقوم واپس کی جائیں۔

۴۔ بہشتی مقبرہ کے نام سے جو لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر رکھا ہے اسے ختم کیا جائے اور نام نہاد بہشتی مقبرے کا تمام ریکارڈ قبضہ میں لے کر اس سے جو رقم اینٹھی گئی ہے اسے واپس کر کے مرزائی قادیانی کے وارثوں کو دلا جائے۔

ہم سٹیزن رائٹس کمیٹی سے وابستہ نوجوانوں سے بھی گذارش کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کی بیان بازی کا اثر مرزا طاہر پر کچھ نہیں پڑے گا نہ ہی اس قسم کی بیان بازی سے کچھ فائدہ ہوگا ہمارے نزدیک اس کا بہترین اور واحد حل یہی ہے کہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت و جھوٹے لعنت کا طوق کہنا زیادہ مناسب ہے) کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکیں اور دامن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو کر اپنی دنیا اور آخرت دونوں سنوار لیں۔

غزوۂ اُحد

محمد اقبال
حیدر آباد

(۶، شوال ۳ھ / ۲۲، مارچ ۶۲۵ء)

غزوہ احد کا سبب یہ تھا کہ جب قریش مکہ کے کافی لوگ غزوہ بدر میں مارے گئے اور باقی لوگ ابوسفیان کی سرکردگی میں واپس مکہ پہنچے تو اہلِ مکہ نے ابوسفیان سے کہا کہ قافلہ تجارت میں جتنا مال ہے یہ سب امام الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے میں خرچ کر دیا جائے اس کو سب نے تسلیم کیا۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ مال پچاس ہزار دینار تھا۔ مگر ابوسفیان نے اصل مال لوگوں کو لوٹا دیا اور حاصل شدہ نفع جنگ کے لیے رکھ لیا۔ اس رقم سے لشکر تیار کیا گیا اور دوسرے قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملایا گیا۔ بنو کنانہ اور اہل تہامہ بھی شریک کر لیے گئے اور مردوں کو ثابت قدم رکھنے کے لیے عورتوں کو بھی ساتھ رکھ لیا (تاکہ عورتوں کو اکیلا چھوڑ کر مرد بھاگ نہ جائیں) قریش کے معزز گھرانوں کی عورتیں مردوں کی طرح مبارزت طلب نڈر اور منتقم المزاج تھیں۔ لشکر کے ہمراہ آنے والی ان خواتین میں سے چند ممتاز نام یہ ہیں۔

ہند بنت عتبہ۔ سپہ سالار ابوسفیان کی بیوی جو اپنے باپ عتبہ کا بدلہ لینے کے لیے بے تاب تھی۔

فاطمہ بنت ولید۔ حضرت خالد بن ولید کی بہن۔ ابوجہل کے بھائی حارث بن ہشام کی زوجہ۔ اسے اپنے باپ ولید اور ابوجہل کا انتقام لینا تھا۔

ام حکیم بنت حارث۔ عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی اور ابوجہل کی بھتیجی۔ ابوجہل کا انتقام لینے کی خواہاں تھی۔

ریطہ بنت منبہ بن الحجاج۔ عمرو بن العاص کی بیوی اپنے باپ کا انتقام لینا چاہتی تھی۔

خناس۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر کی ماں جو مشرکہ تھی برزہ بن مسعود ثقفی صفوان بن امیہ کی بیوی امیہ کے انتقام کی متمنی قریش اپنے تمام وسائل کے ساتھ جنگی تیاریاں کرنے لگے جن میں شاعروں اور عورتوں میں بھی نمایاں حصہ لے رہے تھے اہل مکہ نے جنگ کی تیاریاں مکمل کر لیں تو شوال ۳ھ مارچ ۶۲۵ء میں انہوں نے ایک لشکر جرار کے ساتھ مدینے کی طرف پیش قدمی کی۔ یہ لشکر جس کی قیادت ابوسفیان ایسا ماہر حربیات اور تجربہ کار سپہ سالار کر رہا تھا تین ہزار جنگجو سورماؤں پر مشتمل تھا جن میں قریش کے علاوہ بنو کنانہ اور اہل تہامہ بھی تھے۔ ان میں تین ہزار شتر سوار اور دو سو گھوڑے سوار بھی تھے۔ زرہ پوش سپاہیوں کی تعداد سات سو کے قریب تھی۔ اسی لشکر میں قریش گھرانوں کی پندرہ عورتیں بھی تھیں۔

قریش سے جنگ بدر میں جو غلطیاں سرزد ہوئی تھیں ابوسفیان نے ان سے بچنے کی پوری کوشش کی۔ اس نے جنگ کا منصوبہ بڑی سوچ بچار اور محنت و احتیاط سے بنایا اور اس قدر صیغہ راز میں رکھا کہ اسلامی مملکت کے جاسوسوں اور مخبروں کو اس کی تفصیلات کا علم نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ انہیں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ قریش براہ راست مدینے پر حملہ کریں گے یا کسی اور مقام کو محاذ جنگ بنائیں گے۔

قریش کی متحدہ افواج نے احد کی وادی میں چھاؤنی ڈال دی۔ ان کی افواج مدینہ منورہ کے شمال میں بئر رومہ اور غابہ کے درمیان پھیلی ہوئی تھیں جغرافیائی اور جنگی لحاظ سے بہترین جگہ تھی۔ یہاں پانی بھی تھا اور جانوروں کے لیے چارے کی سہولت تھی۔ پھر عقب اور دائیں بائیں سے اچانک حملے کا امکان بھی بہت کم تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی پیش قدمی کی اطلاعیں مسلسل مل رہی تھیں چنانچہ جب انہوں نے وادی احد میں چھاؤنی ڈالی تو آپؐ نے ان کی تعداد اور دیگر فوجی معلومات حاصل کرنے کے لیے فضالہ کے بیٹوں انسؓ اور مونسؓ کو اور پھر حباب بن منذر کو بھیجا۔ جو لشکر میں گھوم پھر کر ضروری معلومات فراہم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ آپؐ نے فوراً مسجد نبوی میں شوریٰ کا اجلاس طلب فرمایا۔

اکابرین مہاجرین اور انصار نے مشورہ دیا کہ عورتوں کو مدینے کے ارد گرد جو گڑھیاں ہیں ان میں بھجوا دیا جائے۔ اور خود شہر میں مورچہ بند ہو جائیں۔ آپؐ کو بھی اس رائے سے اتفاق تھا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے اس رائے کی پرزور تائید کی۔ لیکن نوجوانوں کی بھاری اکثریت نے اسے اپنی پست ہمتی کمزوری اور بزدلی پر محمول کیا اور میدان احد میں لڑنے کا مشورہ دیا۔ دونوں فریقوں کو اپنی اپنی رائے پر اصرار تھا جب اتفاق رائے نہ ہو سکا تو آپؐ کو پیغمبر اور سپہ سالار کی حیثیت سے خود فیصلہ کرنا پڑا۔ آپؐ نے کثرت رائے کی بنا پر باہر نکل کر معرکہ آرا ہونے کا فیصلہ کیا۔ آپؐ کا یہ فیصلہ وحی کے عین مطابق تھا۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت حسنہ کے مطابق حضرت ابن مکتومؓ کو مدینے کا حاکم مقرر کیا شہر کی حفاظت اور دیگر امور مملکت کے متعلق ضروری ہدایات دیں۔

جہاد کی تیاری مکمل ہو چکی تھی چنانچہ ۶ شوال ۳ھ / ۲۲ مارچ ۶۲۵ء کو بعد نماز جمعہ مجاہدین کے لشکر نے احد کی طرف کوچ کیا۔ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نیزے طلب فرمائے۔ ہر نیزے کے ساتھ ایک ایک جھنڈا باندھا۔ اوس کا

جھنڈا تو اسید بن حضیرؓ کو اور خزرج کا حباب بن المنذرؓ کو اور بقول بعض سعد بن عبادہؓ کو دیا اور مہاجرین کا جھنڈا علیؓ بن ابی طالب اور بقول بعض مصعب بن عمیرؓ کو دیا۔

آپ اس وقت گھوڑے پر سوار تھے کندھے پر کمان اور ہاتھ میں نیزہ تھا مسلمانوں میں ایک سو زرہ بند مجاہد تھے حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہؓ آگے آگے دوڑ رہے تھے اور باقی مجاہد دائیں بائیں اور پیچھے تھے۔ مجاہدین کی تعداد ایک ہزار تھی آپ کو ایک چھوٹا سا گروہ آتا ہوا نظر آیا سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ یہودی ہیں جنہوں نے عبداللہ بن ابی کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا ہے اس پر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم مشرکوں سے مدد نہیں چاہتے۔

جب آپؐ شوط کے مقام پر پہنچے تو عبداللہ بن ابی اپنے تین سو آدمیوں سمیت لشکر سے الگ ہو گیا اور آپؐ سے عذر پیش کیا کہ آپؐ نے میری رائے نہیں مانی۔ لہٰذا ہم بے وجہ اپنی جانیں ہلاکت میں کیوں ڈالیں؟ یہ جنگ نہیں ہے اگر ہم اسے جنگ سمجھتے تو آپؐ کا ساتھ دیتے۔

منافقین کی اس غداری کا اثر انصار کی دو جماعتوں بنو سلیم اور بنو حارثہ پر بھی پڑا۔ وہ بھی منافقوں کی باتوں میں آکر علیحدگی کی باتیں کرنے لگے۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ تشریف لائے اور سمجھایا بجھایا تو وہ مان گئے۔ فوجی نقطہ نظر سے یہ بے حد خطرناک صورت حال تھی جس پر آپؐ نے اپنے تدبر سے قابو پا لیا۔

دشمن کی بہ نسبت فوج اسلحہ اور رسد بہت کم۔ سواری کا فقدان اور یہودیوں کی غداری کا خطرہ۔ یہ سب کچھ تھا لیکن آپؐ کو خوف نہ تھا نہ غم۔ آپؐ کا عزم غیر متزلزل ہمت جواں اور حوصلہ بلند تھا۔

صبح کی نماز القنطرہ میں ہوئی اور دن چڑھے آپؐ وادی احد میں اس جگہ اترے جو آپؐ پہلے ہی منتخب کر چکے تھے۔

قریش کا لشکر چونکہ پہلے ہی میدان جنگ میں پہنچ چکا تھا لہٰذا ابو سفیان کو اپنی مرضی کا محاذ و مقام جنگ منتخب کرنے کا موقع مل گیا تھا چنانچہ اس نے میدان جنگ کے جغرافیائی و عسکری حالات و ظروف کا معائنہ کیا اور ان کے مطابق اپنی افواج کی صف آرائی کی جنگ کے واقعات و کوائف کا استقصاء کرنے سے اس بات کا سراغ ملتا ہے کہ ابو سفیان کی جنگی سکیم یہ تھی کہ مسلمانوں کو جُل دے کر ان کے عقب میں درے پر قبضہ کیا اور اس طرح پیچھے سے بھی حملہ کر کے انہیں گھیرے میں لے کر ان کا قلع قمع کر دیا جائے اور پھر مدینے کو تاخت و تاراج کیا جائے۔

علاوہ ازیں ابو سفیان نے جنگی منصوبے کے مطابق مسلمانوں کی متوقع صف بندی کے مقام کے قریب جا بجا گڑھے کھدوا دیئے اور ان کو کھجور کے پتوں اور چھال وغیرہ سے ڈھانپ دیا۔ چال یہ تھی کہ جب مسلمانوں پر عقب سے حملہ کیا جائے تو وہ سراسیمہ ہو کر یا دفاع کی غرض سے ادھر ادھر بھاگیں تو ان گڑھوں میں جا گریں چنانچہ ایسے ہی ایک گڑھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر گرے تھے۔ ان گڑھوں کا دوسرا مقصد ان سے کمین گاہوں یا خندقوں کا کام لینا تھا۔ ابو سفیان نے ان گڑھوں میں اپنے فوجی چھپا دیئے تھے چنانچہ جب حضرت حنظلہؓ نے ابو سفیان پر حملہ کرنا چاہا تو ایسے ہی ایک گڑھے سے شداد بن اسود لیثی نے جو وہاں گھات لگائے چھپا بیٹھا تھا اچانک نکل کر حضرت حنظلہ پر وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔

اگرچہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر سے میدان جنگ پہنچے تھے لیکن آپؐ کو اس کا حربی و عسکری نقطہ نگاہ سے جائزہ لینے کی مہلت مل گئی۔ آپؐ کی نظر ایک عبقری مثال ماہر حربیات و سپہ سالار کی طرح فوراً درے پر پڑی۔ آپؐ نے صف بندی کے وقت جغرافیائی ماحول سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ لشکر کے عقب دائیں اور بائیں احد کی پہاڑیوں کو رکھا اور فوج کو تین اطراف سے محفوظ کر لیا۔ البتہ سامنے مشرق و جنوب کی جانب عینین میں ایک درہ تھا جس سے پیچھے کی طرف سے حملہ ہو سکتا تھا۔ آپؐ نے اس کی حفاظت کے لیے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی کمان میں پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ مقرر کر لیا اور انہیں واضح اور قطعی ہدایات دیں کہ لڑائی کے دوران یا بعد میں خواہ فتح ہو یا شکست انہیں کسی حال میں بھی درے کو خالی چھوڑ کر جانا نہیں ہوگا۔ یہ مقام اس اعتبار سے بھی اہم تھا کہ قریش کے دباؤ کی صورت میں مجاہدین پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جائیں تو تیر اندازوں کی موثر مدد کر سکتے تھے۔ صف بندی میں آپؐ کو ید طولیٰ حاصل تھا چونکہ مجاہدین اور قریش کی عددی نسبت ۱ : ۴ کی تھی لہٰذا آپؐ نے مجاہدین کی صف بندی اس طریق سے کی کہ قریش اپنی ساری فوج بیک وقت ان کے مقابل نہیں لا سکتے تھے۔

اس دور میں جنگوں میں پرچم کو بڑی اہمیت حاصل تھی وہ فوج کے عزم و ہمت اور ثابت قدمی کا نشان سمجھا جاتا تھا جب وہ سرنگوں ہو جاتا تو فوج کے پاؤں اکھڑ جاتے۔ لہٰذا اسے ہر قیمت پر بلند رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ابو سفیان نے اپنا فوجی پرچم بنو عبدالدار کو دینے سے پہلے ان سے حلف لیا کہ وہ ہر قیمت پر اسے بلند رکھیں گے اور انہوں نے بھاری جانی نقصان اٹھانے کے باوجود اسے سرنگوں نہ ہونے دیا ان کا پہلا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا پرچم حضرت مصعب بن عمیرؓ کو تفویض فرمایا۔ جو خانوادہ عبدالدار سے تھے۔ آپؐ نے میمنہ پر حضرت زبیر بن عوامؓ کو اور میسرہ پر منذرہ بن عمرو کو سالار مقرر کیا جنگ احد میں مجاہدین کا نعرہ امیت امیت تھا یعنی مارو۔ مارو۔

جنگ کا آغاز قریش کی طرف سے ہوا۔ سب سے پہلے خواتین، سپہ سالار ابو سفیان کی بیوی ہندہ کی قیادت میں

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف۔ ۹۱۔ صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۷۴۵۵۷۳۰۔

دف بجاتی اور رجزیہ اشعار گاتی ہوئی میدان کارزار میں نکلیں ان کا پہلا ترانہ تھا۔ بنی عبدالدار! اٹھو کھڑے ہو! اپنے پیچھے رہنے والوں کی حفاظت اور مدد کرنے والو! اٹھو کھڑے ہو اور پھر شمشیر زنی پر کاری ضرب لگاؤ۔

ان کا دوسرا جنگی ترانہ تھا۔ ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں ہم قالینوں پر چلتی ہیں۔ آگے بڑھ کر مقابلہ کرو گے تو تمہیں گلے لگا لیں گی۔ پیٹھ پھیرو گے تو تم سے جدا ہو جائیں گی۔ جدائی ایسی ہوگی جو نفرت کرنے والے کی ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اپنی تلوار دست مبارک میں لے کر صحابہؓ سے فرمایا کون ہے جو یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے گا۔ یہ سن کر بہت سے صحابہؓ تلوار لینے کی خواہش میں کھڑے ہو گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار حضرت ابو دجانہؓ کو عنایت فرمائی۔ جو بڑے شہ زور دلیر اور جنگجو تھے انہوں نے واقعی تلوار کا حق ادا کیا اور پھر آپؐ کی مدافعت و حفاظت میں شہید ہو گئے۔

جنگ کا آغاز ڈرامائی انداز میں ہوا۔ سب سے پہلے قریش کے حلیف قبیلہ ہوازن کے سورماؤں نے اپنی قوت و شجاعت کے نشے میں پیش قدمی کی اور پھر دفعتاً مسلمانوں پر چڑھ دوڑنے کے لیے لپکے لیکن قدر اندازوں نے اس زور سے تیر افگنی کی کہ ان کے منہ پھیر دیئے اس کے بعد بنو عبدالدار پرچم لیے آگے بڑھے۔ علمبردار طلحہ نے مرد مقابل کے لیے نعرہ مارا۔ یہ سن کر حضرت علیؓ اس کے مقابلے کو نکلے شیر کی طرح اس پر جھپٹے اور چشم زدن میں تلوار کے ایک ہی وار سے اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ پرچم کو بڑھ کر طلحہ کے بھائی عثمان بن طلحہ نے تھاما لیکن اسے حضرت حمزہؓ نے ہلاک کر دیا اب پرچم سعید بن ابی طلحہ کے ہاتھ میں آیا لیکن اسے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ قریش کے پرچم کے گرد گھمسان کا رن پڑا۔ فریقین بڑی بے جگری سے لڑے۔ پرچم بلند رکھنے کی کوشش میں خاندان عبدالدار کے نو افراد ہلاک ہوئے۔

حضرت حمزہؓ ارطاۃ بن عبد شرجیل کو قتل کر کے سباع بن عبدالعزیٰ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ وحشی نے دیکھ لیا جو ان کی گھات میں بیٹھا تھا وہ حبشیوں کا ہتھیار حربہ چلانے میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ موقع ملتے ہی حربہ مار کر اس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کر دیا۔

مجاہدین کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا یہ دیکھ کر ابو سفیان نے ایک چال چلی اس نے اپنے فوجی دستوں کو اس محاذ سے پیچھے ہٹا لیا جہاں ان کا کچھ اسلحہ اور سامان رسد تھا وہ مسلمانوں کو مال غنیمت کا لالچ دے کر انہیں تعاقب سے باز رکھنا اور غافل کر دینا چاہتا تھا۔ اس نے مزید دھوکا دینے کی خاطر مکمل پسپائی کا انداز اختیار کیا اور اپنی سانڈنیوں کا رخ مکے کی طرف موڑ دیا۔ حالانکہ یہ جنگ کا ابتدائی مرحلہ تھا۔ دشمن پر کوئی کاری ضرب نہ لگی تھی اور ان کے میمنہ و میسرہ بالخصوص بالکل محفوظ اور تازہ دم تھے لیکن اس کے باوجود مجاہدین ابو سفیان کی اس چال میں آ گئے۔ دشمن کا پیچھا کر کے ان پر کاری ضرب لگانے کی بجائے وہ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ ابو سفیان یہ نظارہ دیکھتا رہا پھر غضب یہ ہوا کہ درے کے محافظ تیر انداز بھی مال غنیمت کے لئے آگے گئے انہوں نے اپنے کمانڈر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے احکام ماننے سے انکار کر دیا اور ان میں سے چالیس مجاہدین درے کو خالی چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے چلے گئے۔

خالد بن ولید جو اس تاک میں تھے انہوں نے برق رفتاری کے ساتھ پہاڑ کے پیچھے سے ہو کر درے پر قبضہ کر لیا ان کے پیچھے عکرمہ بن ابوجہل بھی کمک لے کر آ پہنچا اور دونوں نے اس زور اور تیزی سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا۔ ادھر سامنے سے ابو سفیان نے پوری قوت کے ساتھ ان پر ہلہ بول دیا۔

فوج میں نظم و ضبط اور ربط نہ رہے تو ان میں عسکریت بھی نہیں رہتی اور عسکریت نہ رہے تو وہ مسلح ہجوم کی طرح ہو جاتی ہے۔ قریب قریب یہی حال اسلامی لشکر کا ہوا۔ قریش میدان جنگ میں چھائے ہوئے تھے اور مسلمانوں کو تہہ تیغ کیے جا رہے تھے لیکن آپؐ کی غیر معمولی بسالت و حوصلہ مندی اور استقامت و ثابت قدمی کی بدولت مسلمانوں نے میدان نہ چھوڑا۔ اب قریش کے حملے کا ہدف آپؐ کی ذات اقدس تھی۔ آپ کے ارد گرد خوب رن پڑا۔ مجاہدین پروانوں کی طرح آپؐ پر نثار ہوتے گئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ صرف گنتی کے چند مجاہدین آپ کے گرد رہ گئے۔ دشمن آپؐ کو نرغے میں لے کر تیروں، تلواروں اور نیزوں سے مسلسل حملے کرتا رہا لیکن آپؐ کو اپنی جگہ سے ہٹا نہ سکا۔

کہتے ہیں کہ قریش کے چند دلیر اور تجربہ کار سورماؤں مثلاً عتبہ بن ابی وقاص۔ ابن قمیہ لیثی ابی بن خلف عبداللہ بن حمید اسدی عبداللہ بن شہاب زہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا حلف اٹھایا تھا چنانچہ وہ سر دھڑ کی بازی لگا کر آپؐ کے قریب پہنچ گئے۔ عبداللہ بن شہاب زہری نے آپؐ کے چہرہ مبارک کو گھائل کیا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آپؐ پر سنگ باری کی اور ایک پتھر لگنے سے آپؐ کا نیچے کا دندان مبارک شہید ہو گیا اور ہونٹ زخمی ہو گئے۔ آپؐ پتھروں کی زد سے نکلنے کی خاطر مجاہدین کے ساتھ پہاڑ کی اوٹ میں ہونے لگے کہ قریش کے روپوش گڑھوں میں سے ایک میں گر پڑے۔ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ نے فوراً آپؐ کو نکال لیا۔ اتنے میں ابن قمیہ نے آپؐ کے سر پر اس زور کا وار کیا کہ خود کے دو حلقے چہرہ مبارک میں دھنس گئے اور آپؐ ڈگمگا کر گر پڑے پھر عبداللہ بن حمید اسدی آگے بڑھا لیکن حضرت ابو دجانہؓ نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ اب لڑائی کا سارا زور آپؐ کے ارد گرد تھا۔ دشمن آپؐ کو شہید کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا۔ آپؐ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی حضرت ابو دجانہؓ آپؐ کو چھپائے تیروں پر تیر کھائے جاتے تھے لیکن حرکت تک نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ابن قمیہ لیثی آپؐ پر حملہ آور ہوا لیکن حضرت مصعب بن عمیرؓ جو علمبردار لشکر تھے بیچ میں حائل ہو گئے اور سخت مقابلے کے بعد شہید ہو گئے۔

ابن قمیہ لیثی نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو شہید کیا جب کہ آپ جنگی لباس میں ملبوس تھے۔ چونکہ حضرت مصعبؓ کی شکل و شباہت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی تھی اس لیے اس نے سمجھا کہ اس نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر ڈالا اور اس بات کی جب قریش کو اطلاع دی تو ان کے حوصلے مزید بلند ہو گئے ادھر احد کی گھاٹی سے ابلیس نے چلا کر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شہید کر دیئے گئے۔

اس افواہ سے انہیں اپنی فتح و کامیابی کا یقین ہو گیا تھا اور انہوں نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا۔ یہ ان کی ناقابل تلافی غلطی تھی۔ انہیں یقین تھا کہ آپؐ چونکہ شہید ہو چکے ہیں اس لیے مسلمان مایوس و بے دل ہو کر ہتھیار ڈال دیں گے اور مدینہ آسانی سے فتح ہو جائے گا۔

اگرچہ مجاہدین تتر بتر ہو گئے تھے لیکن انہوں نے ہتھیار

باقی صفحہ ۲۶

داستانِ ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچا دی

ردِّ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

قسط ۱۵

از: محمد سعید خان دہلوی

شام کو ازبلا میرا لو اور دیگر تین سہیلیوں کا قرطبہ کے اسی باغ میں اجتماع ہوا۔ جہاں پہلے پہل ازبلا نے عربی کی گفتگو سنی تھی۔ یہاں ازبلا نے سہیلیوں سے تمام واقعات زبانی بیان کئے اور ان سے مشورہ لیا۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ کل شام کو کسی وقت زیاد بن عمر کی مجلس میں ہم سب کو شریک ہونا چاہیے۔ اور ان کو بھی آج کے تمام واقعات سے مطلع کر دینا چاہیے۔ باغ کی سیر و تفریح اور باہمی گفتگو کے بعد ازبلا اور تمام لڑکیاں اپنے گھروں کو روانہ ہو گئیں۔

دوسرے روز صبح کو ازبلا کے پاس میکائیل کی ایک خادمہ آئی اور اس نے آ کر ایک پرچہ دیا۔ جس میں تحریر تھا کہ "بیٹی ازبلا! مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے تم اس وقت تمام کاموں کو چھوڑ کر میرے مکان پر آ جاؤ میں منتظر ہوں۔ ازبلا سمجھ گئی کہ یہ کل کی اسکیم کی تعمیل ہے وہ اپنی والدہ کو مطلع کر کے فوراً روانہ ہو گئی۔ میکائیل کے مکان پر پطرس اور ایک اور مشہور راہب بھی تشریف فرما تھے۔ جنہوں نے راہبانہ زندگی کی بدولت تمام ملک اسپین میں خاص مقبولیت اور شہرت حاصل کر لی تھی۔ ادھر میکائیل کی لڑکی میرا لو نے اپنی سہیلیوں کو بلانے کے لئے کسی کو دوڑا دیا اور بہت جلدی سہیلیاں بھی پہنچ گئیں۔ آخر میکائیل نے ازبلا سے یوں خطاب کیا۔

میکائیل۔ کل تم نے ہمارے سوالوں کا جواب گول مول دے کر معاملہ کو ٹال دیا۔ میں آج تم سے صاف صاف گفتگو کرنا چاہتا ہوں بولو تم صحیح جواب دو گی۔

ازبلا۔ ہاں تو آپ کے سامنے جواب دینے کے قابل نہیں دوسرے کوئی ایسی بات بھی نہیں کہ سوال و جواب کا سلسلہ قائم کیا جائے۔ تاہم آپ سوال کریں میں اپنی سمجھ کے مطابق جواب دینے کی کوشش کروں گی۔

میکائیل۔ کیا تم مسلمان ہو گئی ہو؟

ازبلا۔ میں اس کا جواب کل دے چکی ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتی۔

میکائیل۔ اچھا تم یہ بتاؤ کہ تثلیث مقدس پر تمہارا ایمان ہے؟ اور خداوند یسوع مسیح کو اللہ واجب الوجود مانتی ہو؟

ازبلا۔ میں خدا کو تو خدا تسلیم کرتی ہوں مگر انسان کو خدا نہیں مانتی۔

میکائیل۔ معلوم ہوا کہ تم خداوند یسوع کی خدائی کو تسلیم نہیں کرتیں۔ بس اب تمہارے مسلمان ہونے میں کیا چیز باقی رہ گئی۔

ازبلا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ انجیل شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کہیں ثابت نہیں ہوتی۔

میکائیل۔ خدا کے لئے تم انجیل مقدس پر تو بہتان نہ باندھو۔ کیا انجیل مقدس میں تو نے نہیں پڑھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں؟

ازبلا۔ خدا کے بیٹے تو اور بھی گذرے ہیں۔ اس لئے ان کو بھی ماننا چاہیئے۔

میکائیل۔ ہرگز نہیں۔ سوائے خداوند یسوع مسیح کے کوئی انسان حقیقی معنوں میں خدا کا بیٹا نہیں کہلایا۔

ازبلا۔ (انجیل ہاتھ میں لے کر) اچھا مجھے اس آیت کا مطلب سمجھا دیجئے۔ آیت یہ ہے: یہودیوں نے مسیح کو سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اٹھائے یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کے سبب مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے ان کو جواب دیا کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ تم خدا

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

ہو جبکہ اس نے انہیں خدا کہا. جن کے پاس خدا کا کلام آیا تو تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے. اس لئے میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں؟ (انجیل یوحنا باب ۱۰ آیات ۳۱ سے ۳۶)

یعنی جس طرح پہلے انبیاء کو توریت وغیرہ کتابوں میں خدا کہا گیا ہے. اسی طرح مجھے بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے. اب سوال یہ ہے کہ پہلے انبیاء کو خدا کن معنی میں کہا گیا؟ عیسائی بھی مانتے ہیں کہ پہلے لوگوں کو مجازاً اور محبت کے طور پر خدا کہا گیا ہے. نہ یہ کہ واقعی مسیح حقیقی خدا تھے. جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے.

میکائیل. کم بخت لڑکی تو بہت بولنے والی ہو گئی ہے؟ ہم سے پڑھ کر ہمیں سے ان آیات مطلب دریافت کرتی ہے. گویا ہم جاہل ہیں اور تو عالم. مگر دیکھ پہلے انبیاء حقیقی معنی میں خدا یوں نہیں ہو سکتے کہ وہ معصوم نہیں تھے. اور چونکہ خداوند مسیح بیگناہ اور معصوم تھے اس لئے وہ خدا بھی تھے.

ازبلا. گنہگاری اور بے گناہی پر تو کوئی گفتگو نہیں. سوال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اس طرح کہا. جس طرح دیگر انبیاء کو خدا کہا گیا. اگر حضرت مسیح حقیقی معنی میں خدا تھے تو دیگر انبیاء کو بھی خدا ماننا پڑے گا. دوسرے ان آیات میں حضرت مسیح یہودیوں کے الزامات کے جواب دے رہے ہیں. اگر واقعی وہ خدا کے بیٹے ہوتے تو یہودیوں کے الزام کو تسلیم کر لیتے.

میکائیل. اہا. کیا کہنے ہیں. بڑی عالمہ ہیں. اب ہمارے بھی کان کاٹنے لگیں؟ معلوم ہو گیا کہ تم اب خوب پختہ ہو گئی ہو. اگر خداوند مسیح خدا نہ تھے. بلکہ محض انسان تھے. تو وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ کیسے ہو گئے؟ کیا انسان انسان کے لئے کفارہ ہو سکتا ہے؟ اور کیا انسان گناہوں سے معصوم ہے؟

ازبلا. میں تو نہیں سمجھ سکتی کہ آپ نے یہ قاعدہ کہاں سے گھڑ لیا کہ انسانوں میں سے کوئی انسان معصوم نہیں ہو سکتا. حالانکہ خود انجیل میں ایک شخص ملک صدق شالیم کی بابت لکھا ہے.

" یہ بے باپ. بے ماں. بے نسب نامہ ہے. نہ اس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا. (دیکھو انجیل عبرانیوں باب ۷ آیت ۳)

پھر انجیل شریف میں حضرت زکریا اور ان کی بیوی کی نسبت لکھا ہے.

" اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز. اور خدا کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے. (انجیل لوقا. باب اول آیت ۶)

معلوم ہوا کہ ملک صدق شالیم. زکریا اور ان کی بیوی یقیناً معصوم اور بے گناہ تھے. ورنہ " خدا کے بیٹے کے مشابہ " " اور بے عیب " وغیرہ الفاظ بے معنی ہو جائیں گے. پس بے گناہی میں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ اور معصوموں کی طرح آپ بھی معصوم تھے.

رہا کفارہ کا معاملہ سو یہ بھی انجیل سے ثابت نہیں کیونکہ کوئی انسان کسی انسان کے گناہ برداشت نہیں کر سکتا. چہ جائے کہ خدا خود انسانوں کے گناہوں کو سر پر لاد کر سولی پر مر جائے. انجیل میں تو حضرت مسیح نے فرمایا کہ نجات اعمال سے ہوگی نہ کہ کفارہ سے. چنانچہ لکھا ہے.

" آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا. اس وقت ہر ایک کو اس کے کاموں کا مطابق بدلہ دے گا. (دیکھو انجیل متی باب ۱۶. آیت ۲۷) ایک شخص نے آ کر کہا کہ اے استاد! میں کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں. مسیح نے کہا اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر. اس نے کہا کون سے حکموں پر؟ یسوع نے کہا یہ کہ خون نہ کر. چوری نہ کر. شراب نہ پی وغیرہ. (انجیل متی باب ۱۹. آیت ۱۶ سے ۲۰ تک. انجیل مرقس باب آیت ۱۷ و ۱۸. انجیل لوقا. باب ۱۸. آیت ۱۸)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ نجات اعمال سے ہی ہے. حضرت مسیح نے سائل کے جواب میں یہ نہیں کہا کہ تو کچھ بھی عمل نہ کر کیونکہ میں تیرے گناہوں کا کفارہ ہو جاؤں گا.

میکائیل. لڑکی تو ہم کو پڑھانے آئی ہے؟ کیا تجھے ہم پر اعتبار نہیں؟ دیکھ ہم تیرے استاد ہیں. ہم جو کچھ بتائیں اس کو تسلیم کر تو اپنی عقل سے شریعت کے باریک مضامین کو نہیں سمجھ سکتی. کفارہ کا مسئلہ تو بعد کی چیز ہے. پہلے خداوند یسوع مسیح کی خدائی اور الوہیت کا مسئلہ حل ہونا چاہئے. دیکھو حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے جس کو مسلمان بھی مانتے ہیں. کیا یہ خدائی کی دلیل نہیں ہے؟ خداوند یسوع نے بڑے بڑے معجزات دکھائے. مردوں کو زندہ کیا. اندھوں کو بینائی بخشی. کیا ان باتوں سے خداوند کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی؟ پس پہلے خداوند کی خدائی پر ایمان لاؤ یا انکار کرو. اور بعد میں کسی اور بات پر گفتگو کرو.

ازبلا. کفارہ کا مسئلہ چونکہ آپ ہی نے چھیڑا تھا. اس لئے میں نے بھی اس پر گفتگو شروع کی. اگر حضرت مسیح آسمان پر زندہ اٹھائے جانے سے خدا ہو سکتے ہیں تو ایلیا بھی خدا ہونے چاہئیں. کیونکہ وہ بھی بائبل کے بموجب زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے. (دیکھو ۲ سلاطین باب ۲. آیت ۱۲)

رہا حضرت مسیح علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور اندھوں کو بینائی بخشنا سو ان سے بھی ان کی خدائی ثابت نہیں ہوتی. کیونکہ دیگر انبیاء نے بھی یہی معجزات دکھائے. جن کا ذکر صراحت کے ساتھ بائبل میں مذکور ہے. اگر یہ معجزات کسی کو خدا بنا دیتے ہیں تو دیگر انبیاء بھی خدا ٹھہرے.

پطرس. دیکھو تو یہ لڑکی کس قدر دھوکہ دے رہی ہے. اری نادان لڑکی! دیگر انبیاء نے جو معجزات دکھائے وہ اپنے اختیارات سے نہیں بلکہ خدا کے اختیار اور حکم سے دکھائے. لیکن خداوند یسوع نے اپنے اختیار سے معجزے دکھائے. جن سے ثابت ہوا کہ وہ خدا تھے.

ازبلا. اول تو معجزے نبوت کی دلیل نہیں ہیں. پھر خدائی کی دلیل یہ تو بہت دور رہی یعنی مسیحی مذہب کی رو سے یہ ضروری نہیں ہے کہ جو شخص معجزات دکھائے وہ نبی بھی ہو. جب وہ نبی بھی نہیں ہو سکتا تو خدا کس طرح ہو سکتا ہے؟ دیکھو حضرت مسیح نے فرمایا ہے کہ:

باقی صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

کشمیر لبریشن فرنٹ کے راہنما امان اللہ خان کا جنگ بندی لائن عبور کرنے کا اعلان

اعلان کے پس پردہ حقائق قادیانی سازش کو بے نقاب کر رہے ہیں

انگریز نے قادیانی جماعت کی بنیاد سازش کے تحت اور سازش کیلئے رکھی تھی اور وہ اپنی ڈیوٹی کو مکمل طور پر نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں انجام دے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وقتاً فوقتاً دلائل اور ثبوت کے ساتھ شروع ہی سے قادیانی سازشوں کو بے نقاب کر رہی ہے اور آئندہ بھی ان کی سازشوں کو بے نقاب کیا جاتا رہے گا۔ عموماً قادیانی یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہمارے خلاف بس چند ختم نبوت کے مولوی ہیں۔ جو ہمیں بدنام کرتے رہتے ہیں لیکن اب ملک بھر کے اخبارات ورسائل بھی قادیانی سازشوں کو بے نقاب کرنے لگے ہیں۔ پچھلے دنوں روزنامہ نوائے وقت میں مضامین شائع ہوئے جن میں سقوط ڈھاکہ کا ذمہ دار قادیانیوں کو ٹھہرایا گیا۔ پاکستان کے نامور سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر کے خلاف جو مہم چل رہی ہے اس پر اخبارات کے کالم نگاروں اور خود مسلم لیگیوں نے قادیانیوں کو ہی ذمہ دار قرار دیا ہے۔ کشمیر لبریشن فرنٹ کے امان اللہ خان نے جنگ بندی لائن پار کرنے کا جو اعلان کیا تھا کیوں کیا تھا۔ اس کے پس پردہ کیا حقائق تھے اس پر ہفت روزہ تکبیر کراچی نے ایک رپورٹ شائع کی جس سے قادیانی سازشوں کی صاف اور واضح نشاندہی ہوتی ہے ہم ذیل میں اس رپورٹ کا وہ حصہ جس میں قادیانی سازش کا ذکر ہے ہفت روزہ تکبیر کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

تحریک آزادی کی رفتار اتنی تیز ہے کہ کشمیر میں اب روایتی سیاست کرنے والوں کے لئے یوں بھی بہت زیادہ گنجائش نہیں رہی، اور ۱۱ فروری سے اب تک عملاً تحریک آزادی چلانے والے مجاہدین کے جتنے گروپوں نے سردار محمد عبدالقیوم خان سے ملاقاتیں کی ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے کسی امان اللہ کے شوق سیاست میں اپنی سمت تبدیل کرنے والے نہیں ہیں۔

مگر اب اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان سے بوجوہ ناراض عناصر افغانستان ہو کہ کشمیر ہر معاملے میں خلفشار پیدا کرنے اور الجھاؤ بڑھانے میں لگے ہوئے ہیں اور ان میں سب سے زیادہ سرگرم قادیانیوں کا گروہ ہے۔ افغانوں سے مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کی ناراضگی کا سبب اور ہے اور کشمیر سے ان کی دلچسپی کی وجہ مختلف ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے اور تاریخ کا حصہ ہے کہ تحریک آزادی کشمیر میں خود مختاری کا نعرہ لگانے والا غلام نبی گلکار تھا۔ جو قادیانی تھا مگر کشمیر اور آزادی کشمیر سے اس کی دلچسپی اتنی ہی تھی کہ جب غلام نبی گلکار آنجہانی ہوئے تو وصیت کی کہ مجھے ربوہ میں دفن کیا جائے اور اپنے عقیدے کے مطابق، وہ کشمیر کی جنت چھوڑ کر مرزا غلام احمد کی ،،جنت،، میں دفن ہوئے۔ غلام نبی گلکار اس زعم میں بھی مبتلا تھے کہ انہیں کشمیریوں میں بہت مقبولیت حاصل ہے اور اس شخص نے ۶۷ء میں آزاد کشمیر کے اندر ایوب خان کی بنیادی جمہوریت کے تحت صدارتی انتخابات ہوئے تو سردار عبدالقیوم خان اور کے ایچ خورشید مرحوم کے مقابلے میں انتخاب بھی لڑا۔ کون جیتا، کون ہارا یہ علیحدہ بحث ہے مگر غلام نبی گلکار کو محض ۵۵ ووٹ ملے۔ آج بھی لبریشن فرنٹ کے رہنماؤں میں قادیانیوں کو ڈھونڈ کچھ مشکل کام نہیں ہے اور یہ محض قادیانی نہیں ہیں جو اس سارے معاملے میں الجھاؤ پیدا کر رہے ہیں بلکہ وہ عناصر بھی ان کے معاون بنے ہوئے ہیں جو کسی نہ کسی طور ،،بنیاد پرست،،

کو قبول کرنے اور تحریک آزادی کا

کریڈٹ دینا نہیں چاہتے۔ اب اس امر کی تحقیقات بھی ضروری ہے کہ لبریشن فرنٹ اور امان اللہ کو کون وسائل فراہم کر رہا ہے۔

یہ داستان ۱۱ دسمبر سے شروع نہیں ہوتی۔ جب امان اللہ نے ۱۱ فروری کو جنگ بندی لائن پار کرنے کا اعلان کیا بلکہ اس وقت اس کام کا آغاز ہوا جب ہمارے بعض اداروں کو کشمیر میں ایسے عناصر کی تلاش تھی جو ان کی مرضی کے مطابق کام کر سکیں ہمارے یہ ادارے طاقتور بھی تھے اور وسائل کے اعتبار سے قوی بھی۔ یہ ملک کے اندر کمزور سے منتخب جمہوری ادوار کو پالنے رہے ہیں یہ بھی پروپیگنڈہ کا کمال تھا۔ اب امان اللہ برابر کی طاقت کے طور پر ان اداروں سے معاملہ کر رہے ہیں اور جب ان اداروں نے اپنے بنائے ہوئے بت توڑنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ یہ کام اب تنہا ان اداروں کے بس کا نہیں ہے۔ اب یہ ایک کھلا راز ہے جب امان اللہ کی سرگرمیاں ناقابل برداشت ہو گئیں تو نہ صرف ان کے فنڈز بند کئے گئے بلکہ انہیں تنہا کرنے کے لئے لبریشن فرنٹ کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی اور جو حصہ ڈاکٹر فاروق حیدر کی قیادت میں امان اللہ سے علیحدہ ہوا اس نے برسرعام امان اللہ خان اور اس کے ساتھیوں پر الزام لگایا کہ مقبول بٹ کی پھانسی میں امان اللہ خان کی عجلت پسندی کا بھی بڑا دخل ہے۔ لیکن جب ڈاکٹر فاروق حیدر کا کلینک بم سے اڑا دیا گیا تو کسی ادارے نے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ کلینک کو بم سے اڑانے والے کون تھے۔ امان اللہ مختلف حیلوں بہانوں سے اپنے فنڈز بحال کرانے کی کوشش کرتے رہے، انہوں نے کشمیر کی عبوری حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا، یہ ان اداروں کے خلاف دباؤ کا ایک حربہ تھا۔ ایک طرف امان اللہ عبوری حکومت کا چکر چلا رہے تھے۔ دوسری طرف ان حساس اداروں کے ذمہ داروں سے مل کر اپنے فنڈز بحال کرانے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ وہ قدم بقدم آگے بڑھتے رہے۔ پھر انہوں نے ۱۱ دسمبر کی پریس کانفرنس سے قبل بعض ذمہ داروں سے ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ وہ گیارہ جنوری کو جنگ بندی لائن پار کرنے کا اعلان کرنے

والے ہیں۔ اور یہ بات خود امان اللہ کہتے ہیں اور مظفر آباد کے جلسہ عام میں کہتے ہیں کہ "ہم نے "کسی" کے کہنے پر گیارہ جنوری کی تاریخ کو بڑھا کر ۱۱ فروری کیا تھا اور ذمہ داروں کو بتا دیا تھا کہ ہم آٹھ لاکھ روپے کے پٹھانوں کے مقروض ہیں اور دو ہزار روپے ٹیلیکس اور ٹیلی فون کے بل کے ادا کرنے ہیں۔ مگر ہماری بات پر ان ذمہ داروں نے کان نہیں دھرا۔ جو اس سے قبل یہ کام کرتے رہے ہیں۔ یہ سوال کس سے کیا جائے کہ لبریشن فرنٹ کو وسائل فراہم کرنے اور پھر بند کرنے کا فیصلہ کیوں اور کس سطح پر ہوا۔ اب بعض ذمہ دار لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ امان اللہ خان نے ۹ فروری کو پنڈی میں ہونے والی ملاقات میں یہ یقین دلایا تھا کہ وہ چناری سے آگے نہیں جائیں گے اور تمام ذمہ دار اداروں کو یقین دلا رہے تھے کہ امان اللہ کے ساتھ مظفر آباد سے چناری کی طرف جانے والے ہجوم میں ۵ سو سے پندرہ سو افراد سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ ذمہ دار ذرائع کا یہ کہنا بھی ہے کہ اس علاقہ میں نفری کی بحالی کی یقین دہانی بھی کرا دی گئی تھی لیکن جب امان اللہ نے اپنے پیچھے دس ہزار افراد کا ہجوم دیکھا تو انہوں نے وہ کھیل کھیلنے کا فیصلہ کیا جو ان کی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کر سکتا تھا اور ان قوتوں کو خوش کرنے کا سبب بن سکتا تھا۔ جو ۲ اداروں سے ناراضگی کے دوران اس سے رابطہ قائم کر چکی تھیں۔

اس سارے کھیل میں قادیانیوں، بعض سفارتخانوں کے پاکستانی ملازمین اور ان قوتوں کے علاوہ جو بھارت کو اس عذاب سے نکالنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ جس میں آزادی کا جذبہ رکھنے والے کشمیریوں نے اسے ڈال دیا ہے۔ ایک کردار ان اداروں کا بھی ہے جو قومی پالیسیوں کی تشہیر کیلئے قائم کئے گئے ہیں اور جو اب ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جنہیں تشہیر کے فن کی "الف بے" کا بھی پتہ نہیں ہے اور جو نہیں جانتے کہ پبلسٹی دو دھاری تلوار ہے جو کبھی کبھی فائدے کے بجائے نقصان کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ ایسا ہی ایک ادارہ فوج کا محکمہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) بھی ہے ہماری اطلاع کے مطابق جنرل آصف نواز کی یہ خواہش اور حکم تھا کہ پاکستانی اخبار نویسوں کو آزاد کشمیر لے جایا جائے تاکہ وہ دیکھ لیں کہ پاک افواج کے جوان محض اپنی بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے وہاں موجود ہیں۔ مگر آئی ایس پی آر نے کسی پاکستانی اخبار نویس کو وہاں لے جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ البتہ بی بی سی کے دو نمائندوں کو ہیلی کاپٹر کے ذریعہ وہاں پہنچایا اور ۱۲ فروری کو فلم بنانے کے لئے ہیلی کاپٹر مہیا کیا اور آئی ایس پی آر کے

باقی صفحہ ۲۴ پر

بچوں کا کالم

تعارف

واہ رے بانکی چال تیرے کیا کہنے

تحریر:۔ اشتیاق احمد

قسط نمبر: ۱۵

ان گالیوں کا ذکر ہو رہا تھا جو مرزا نے اپنے مخالفوں یعنی ہم لوگوں کو دیں۔۔۔ چند اور گالیاں ملاحظہ ہوں:۔

ایک کتاب کا پیرا پڑھیے:۔

"کیا تو صبح کو الّو کی طرح اندھا ہو جاتا ہے۔ اور تو کیا چیز ہے، صرف ایک کیڑا۔"

ایک کتاب میں لکھتا ہے:۔

"جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام (حرامی) بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں ہے۔"

اور ملاحظہ فرمائیں:۔

"دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر اور عورتیں ان کی کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔"

ایک جگہ لکھتا ہے:۔

"اے بخیل، بدخلق حریص، تو اس طرح زبان چلاتا ہے۔ جیسے سانپ۔ اور کمینے اور سفلوں کی طرح بکواس کرتا ہے۔"

اب صرف وہ گالیاں جو اس نے دوسروں کو دیں:۔

اے مردار خور، اے خبیث، اے پلید دجال، اے نابکار، الّو، ٹٹو، اے شتر مرغ مولویو، بھیڑیے، حرام زادہ، گدھے، خناسوں، خراب عورتوں کی نسل، دنیا کے کتے، ریچھ، سڑے گلے مردہ، غزنی کے ناپاک سکھو، گدھو، ملعون، بچھو، نجاست خور، وحشی، بیہودی سیرت،

یہ صرف چند گالیاں ہیں۔۔۔۔۔ تمام گالیاں گنوانے کے لئے تو پوری ایک کتاب چاہیے۔ لیکن ایسی کتاب تو پہلے ہی شائع ہو چکی ہے۔۔۔۔ نام ہے اس کا حسن کلام مرزا قادیانی۔ یہاں تو خاص بات یہ عرض کرنا تھی کہ۔۔۔ مرزا نے اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا ہے:۔

"کسی کو گالی نہ دو۔"

غور فرمائیں۔۔۔۔۔ اس جھوٹے نبی کی بات۔۔۔۔۔ اعلان ہو رہا ہے۔۔۔ کسی کو گالی نہ دو اور خود کوئی گالی اردو لغت کے اعتبار سے چھوڑی نہیں۔۔۔۔۔

اسی پر بس نہیں۔۔۔۔۔ مرزا کی ایک گالی ملاحظہ فرمائیں۔ ایک کتاب میں لکھتا ہے:۔

"مولوی انسانوں سے بدتر اور پلید تر"

ذرا غور فرمائیں۔ اور اس کے پہلے جملہ کا مطلب بتائیں۔۔۔ مولوی انسانوں سے بدتر اور پلید تر۔۔۔۔ کیا اس کا مطلب صاف طور پر یہ نہیں کہ مرزا کے نزدیک تمام انسان بدتر اور پلید تھے۔۔۔۔۔ اور ان انسانوں سے مولوی حضرات بدتر اور پلید تر ہیں۔۔۔۔ اگر اس کا مطلب اس کے علاوہ کچھ اور بنتا ہے تو وہ مرزائی بتائیں۔ ورنہ وہ اپنے آپ کو بد اور پلید تسلیم کر لیں۔۔۔۔ کیونکہ انہیں تو مرزا کی ہر بات پر ایمان لانا پڑتا ہے۔۔۔۔ ان کا نبی جو ہوا۔

الحمدللہ ہم نہ بد ہیں نہ پلید اور ہمارے علماء نہ بدتر ہیں نہ پلید تر۔۔۔ کیونکہ ہم مرزا کی ایک بات کو بھی نہیں مانتے۔ شکریہ۔

بقیہ: داستان ازبلا

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ اس سے بھی بڑے کام کرے گا۔ (انجیل یوحنا۔ باب ۱۴، آیت ۱۲)

رہا آپ کا یہ فرمانا کہ حضرت مسیح کے معجزات اختیاری تھے اور دیگر انبیاء کے اضطراری۔ یعنی دوسرے نبیوں نے خدا کے حکم سے معجزہ نمائی کی، مگر مسیح نے اپنے اختیار سے بڑے بڑے کام کئے۔ سو یہ بھی غلط ہے کیونکہ انجیل شریف سے ثابت ہے کہ صرف معجزہ دکھانے ہی میں نہیں بلکہ ہر کام میں حضرت مسیح ایسے ہی مجبور تھے جیسے اور نبی۔ حضرت مسیح جب کوئی معجزہ دکھاتے تو پہلے خدا سے مدد طلب کرتے چنانچہ آپ نے روٹی اور مچھلی کا جو معجزہ دکھایا اس میں آپ نے خدا سے مدد طلب کی۔ ایک دوسری جگہ حواریوں سے فرمایا کہ روح کا نکالنا دعا پر موقوف ہے۔ مسیح نے ایک مردہ کو خدا سے دعا کر کے زندہ کیا۔ (ان سب کے لئے دیکھو انجیل متی باب ۱۴۔ آیت ۱۸۔ انجیل مرقس باب ۹۔ آیت ۲۹، انجیل یوحنا۔ باب ۱۱۔ آیت ۴۱)

ازبلا نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا:-

معجزات دکھلانے میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی اختیار نہ تھا، جس کا ثبوت انجیلوں سے پیش کر دیا گیا۔ اب میں کہتی ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہر کام اور ہر معاملہ میں دیگر انسانوں کی طرح مجبور محض تھے۔ اگر وہ خدا ہوتے تو یہ مجبوری ان کو لاحق نہ ہوتی اور قادر مطلق، مختار کل، خدا کی طرح وہ بھی ہر کام کرنے میں آزاد ہوتے اور دوسرے سے مدد مانگنے کی ان کو ضرورت پیش نہ آتی۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں (انجیل کھول کر) جس طرح باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے۔ اسی طرح اس نے بیٹے کو بھی کہ اپنے آپ میں زندگی رکھے۔ بلکہ اسے (بیٹے کو) عدالت کرنے کا بھی یہ اختیار بخشا۔ اس لئے کہ وہ آدم زاد ہے (انجیل یوحنا باب ۵۔ آیت ۲۶ و ۲۷) یعنی حضرت مسیح کی زندگی بھی خود ان کی نہ تھی، بلکہ خدا کی بخشی ہوئی تھی۔ اور ان کو خدا ہی نے عدالت کرنے کا اختیار بخشا تھا۔ بغیر خدا کی بخشش

تاثراتِ غم

بیادِ مولانا جمیل احمد دہلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

ازقلم: قاری محمد مسلم غازی مرسلہ: حسن عامر، کراچی

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مجاز، برادرِ مکرم، مولانا جمیل احمد دہلوی قادریؒ ۱۹ ر رجب ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۵ ر جنوری ۱۹۹۲ء، دورانِ سفر ڈیرہ اسماعیل خان میں انتقال فرما گئے۔ بعدازاں جسدِ خاکی (مولانا مرحوم) کی قیام گاہ رائے ونڈ لایا گیا اور بعد نمازِ مغرب مرکزِ تبلیغ، رائے ونڈ کے قبرستان میں سینکڑوں سوگواروں اور علماء و صلحا کی موجودگی میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم و مغفور، ہم سے کئی نسبتوں سے رشتۂ اخوت و محبت رکھتے تھے اور بالخصوص دینی علوم میں وہ، والدِ محترم (شیخ طریقت حضرت مولانا قاری محمد ابراہیم قادری مدظلہم) کے تلمیذِ رشید اور اُن کی محبوب ترین ہستی تھے اور اس طرح وہ ہمارے گھر کے ایک فرد ہی کی طرح تھے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اُن کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے اہلِ خانہ و جملہ متوسلین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ــــ ذیل میں ایک نظم جو دراصل اپنے جذباتِ غم کا اظہار ہے یہاں پیش کی جاتی ہے۔

مبتلائے رنج و الم
"مسلم غازی"

عارفِ حق، وہ مردِ خوش اطوار
گزرے تقویٰ میں جن کے لیل و نہار

خدمتِ دین میں بسر کی عُمر!
اُن کو حاصل تھا اہلِ دیں میں وقار

ذکر و تسبیح، مشغلہ اُن کا
اُن کا ہوتا ہے اتقیا میں شمار

حق کی باتیں زباں پہ ہر لمحہ
عشقِ مولا میں ہر گھڑی سرشار

وہ سراپا محبّت و اخلاص — تھے وہ میرے بھی ہمدم و غم خوار
یاد آتی ہے اُن کی اِک اِک بات! — وہ تبسّم، وہ گفتگو کی بہار
تھے حقیقت میں تارکِ الدُّنیا — نفس و شیطاں سے برسرِ پیکار
وہ کہ مستانہ وار پھرتے تھے — راہِ مولا میں چھوڑ کر گھر بار!
اُن کو حاصل تھا ایسا کشفِ قبور — اُن کی نظریں تھیں دیکھتی اُس پار
معتمد شیخِ رائے پوریؒ کے — کشتیٔ اہلِ دل کے کھیون ہار
لہلہاتا رہے قیامت تک — قادری سلسلے کا یہ گلزار
مرثیہ اُن کا کس طرح لکھوں — کسی قیمت پہ دِل نہیں تیار!
جب وہ حج کے سفر سے لَوٹے تھے — تھے مدینے سے واپسی پہ فگار
بات کیا اُن سے اَب نہیں ہو گی؟ — دل یہ کرتا ہے مجھ سے استفسار
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ — تھی یہ حسرت وہ ملتے پھر اک بار!
فخرِ انسانیت ہیں، اہلِ دین! — خیرِ اُمّت، مشائخؒ و اَبرار
آندھیاں چل رہی ہیں فتنوں کی! — آج لازم ہے صُحبتِ اَخیار
دشمنِ دیں ہیں تاک میں ہر سُو — اُن کے حملوں سے اہلِ دیں ہُشیار
سب کو جانا ہے سُوئے مُلکِ عدم — دوستو! ہر گھڑی رہو تیار!
صُوفیٔ با صفا، جمیلِ احمدؒ — ہے مقام اُن کا جنّتِ ابرار!

ذات تھی اُن کی بے شبہ غازی
اپنے حلقے میں روشنی کا منار

کے وہ عدالت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ دلیل یہ دی کہ مسیح آدم زاد ہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر خدا کی مدد کے آدم زاد کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جیسا سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں۔ اور میری عدالت راست ہے۔ (یوحنا۔ باب۵۔ آیت ۳۰)

نیز فرمایا:۔

"میں آسمان سے اترا ہوں۔ نہ اس لئے کہ اپنی مرضی کے مطابق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے مطابق عمل کروں۔ (یوحنا۔ باب۶۔ آیت ۳۸)

پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح دیگر انسانوں کی طرح مجبور محض تھے اور جو دوسرے کا محتاج اور مجبور ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا مسیح بھی خدا نہیں ہو سکتے۔

پطرس:۔ (میکائیل سے) آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ لڑکی کس قدر پختہ ہو گئی ہے۔ اور مسلمانوں نے سمجھا بجھا کر اس کو کیسا چرب زبان بنا دیا ہے؟ اب کیا آپ کو یقین ہے کہ یہ راہ راست پر آجائے گی؟ میرے خیال میں تو اس سے گفتگو فضول ہے کیونکہ اب یہ عقیدت مند نہیں رہی۔ بلکہ سخت گستاخ بن گئی ہے۔

میکائیل۔ اب مجھے بھی یقین ہو گیا ہے کہ اس لڑکی پر شیطان نے پورا قبضہ جما لیا ہے (از جلالت) جتنی دلیلیں تم نے بگھاری ہیں۔ ان کے جوابات تو بالکل صاف ہیں۔ اور تم نے الہٰیات کے اسباق میں پڑھا بھی ہے۔ باقی اور جواب بھی ہیں۔ جن کو تم بالکل نہیں سمجھ سکتیں۔ لیکن اب جواب دینے کے بجائے تمہارے جملہ خیالات سنیں گے۔ تاکہ ہم کو تمہارے متعلق فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ تم نے نہایت صفائی سے مسیح کی خدائی اور کفارہ کے متعلق اپنا خیال ظاہر کیا۔ اب آگے بیان کرو۔

باقی آئندہ

آنجہانی مرزا قادیانی کی چند پیش گوئیاں

جو جھوٹی ثابت ہوئیں

تحریر: سید محمد سلطان شاہ ایم اے ملتان

اللہ جل مجدہٗ کی جانب سے بھیجے ہوئے پیغمبر کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس کی ہر بات سچی ہوتی ہے۔ اگر وہ مستقبل کی کوئی پیشین گوئی کرے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ غلط نکلے۔ انبیاء کرام علیہم السلام وحی کے ذریعے مغیبات اور آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق بھی پہلے ہی بتا دیا کرتے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشین گوئیاں کیں وہ درست ثابت ہوئیں۔ قرآن پاک میں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ پر نازل فرمایا بہت سی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ کفار ان کو سن کر حیران ہوتے تھے اور تمسخر کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو سچ کر دکھایا۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کی فتح کی خبر پہلے ہی دے دی تھی۔

الٓمٓ ۝ غلبت الروم ۝ فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون ۝ فی بضع سنین ۝

(الروم ۳۰: آ ۱ تا ۴)

رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں۔ یہ پیشین گوئی درست ثابت ہوئی اور ۶۲۴ء میں رومیوں کو ایرانیوں کے خلاف جنگ میں فتح نصیب ہوئی۔ علامہ نور بخش توکلی نے اپنی تالیف "سیرت رسول عربیؐ" میں قرآن کی ایسی ہی چالیس پیشین گوئیوں کا ذکر کیا ہے۔ قرآن پاک کے علاوہ بھی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات کی ہمیشہ درست ثابت ہوئی کیونکہ:

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۝

سیرت کی کتب میں بہت سے واقعات موجود ہیں جن کی خبر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دے دی تھی۔ غزوہ بدر کے شروع ہونے سے قبل ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا تھا کہ فلاں کافر کے مرنے کی یہ جگہ ہے۔ اور یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی لڑائی میں وقوع پذیر ہوا۔ ان میں سے کسی نے بھی اشارے کی جگہ سے سرمو تجاوز نہ کیا۔

(سیرت رسول عربیؐ ص ۱۴۳)

اس طرح غزوہ خیبر کے موقع پر جب محاصرے نے طول کھینچا اور دو دفعہ کوشش کے باوجود ایک قلعہ فتح نہ ہوا تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہؓ سے فرمایا میں کل اس شخص کے ہاتھ میں اسلامی جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اسے محبوب رکھتے ہیں وہ پیچھے نہ ہٹے گا۔ حق تعالیٰ اس کے ہاتھ پر اس مہم کو سرخرو اور سرفراز کرے گا۔ اور فتح عطا کرے گا دوسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور آپ کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی (شیخ محمد رضا، محمد رسول اللہؐ،

ص ۳۴۳، ۴۴۵ تاج کمپنی)

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے ایسے واقعات کے متعلق بتا دیا تھا جو بعد میں وقوع پذیر ہوئے مثلاً خلافت کا تیس سال تک رہنا وغیرہ۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حقائق بھی بتا دیئے تھے جو سائنس کے ذریعے اب ہمارے سامنے آ رہے ہیں اس کا اقرار غیر مسلموں نے بھی کیا ہے۔ پیرس یونیورسٹی کے اسکالر لکھتے ہیں۔

Maurice Bucaille

" How could a man liwing fourteen years ago have made correction to the existing description to such an extent that the he eliminated scintfically in accurate material and on him own initiative, made statements that science. The Bible, The Quran and science by Maurice Bucaille page 148 published by Idaratul Quran Karachi.

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں لفظ بہ لفظ ثابت ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ اب ذرا انگریز کے بھیجے ہوئے نبی کی

پیشین گوئیوں کا حال سنیئے۔ جن میں کوئی بھی درست ثابت نہ ہوئی۔ اور ہر بار مرزا قادیانی کو ندامت کا سامنا کرنا پڑا لیکن انگریز کے کرم سے مرزا جی گھبرانے نہیں تھے۔ اور ایک پیشین گوئی غلط ثابت ہونے پر کئی اور مستقبل کے واقعات کی خبر سنا دیتے تھے۔ ہر بات غلط ثابت ہونے پر دل میں مرزا غالب کا یہ مصرع ضرور گنگناتے ہوں گے ؎

شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

اس سے پہلے کہ مرزا صاحب کی پیشین گوئیاں اور ان کے انجام کا تذکرہ ہو یہ ضروری ہے کہ پیشین گوئی کی اہمیت مرزا صاحب کے الفاظ میں بیان کر دی جائے۔ وہ پیشین گوئیوں کو اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ قرار دیتے تھے۔ اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں لکھتے ہیں:

"یہ لوگوں کو واضح ہو کر ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی اور محک امتحان نہیں ہو سکتا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸)

بعض اوقات غیبی اطلاع کو سمجھنے میں اشتباہ ہو جاتا ہے۔ اور ملہم الفاظ کے اشتراک کی وجہ سے اس کا کوئی غلط مصداق ٹھہرا لیتا ہے۔ لیکن خود مرزا صاحب کی اپنی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شبہ کا کوئی امکان نہیں۔ لکھتے ہیں:

"جن پیش گوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور ہدایت اپنے اندر رکھتی ہیں۔" (قادیانیت، ابوالحسن علی ندوی ص۱۳۶)

مرزا قادیانی نے بے شمار پیشین گوئیاں کیں۔ خود مرزا قادیانی لکھتا ہے "میری پیش گوئیاں نبیوں کی پیش گوئیوں سے زیادہ ہیں" (بلفظہ) لیکن یہ نہیں لکھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل میں ہوا۔ کبھی نجومیوں کی بھی ۲۵ فی صد پیشین گوئیاں درست ثابت ہو جاتی ہیں۔ لیکن وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اس کی ہر پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی حالانکہ مرزا قادیانی اپنے تصرفات کے بارے میں یوں رقمطراز ہے: انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون۔

(تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے)

یہ الفاظ یقیناً رحمٰن کے نہیں ہو سکتے۔ ہاں شیطان کی طرف سے مرزا جی پر ایسی نام نہاد "وحی" آتی ہوگی جو ہمیشہ اس کی ذلت کا باعث بنتی رہی۔

اب مرزا صاحب کی پیش گوئیوں میں سے چند ایک کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

پادری آتھم کی موت کی پیشین گوئی

مرزا غلام قادیانی نے ابتداء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ لیکن جلد ہی انہیں "مسیح موعود" بننے کا خیال آیا۔ اور انہوں نے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس پر عیسائی برہم ہو گئے۔ ایک مرتبہ مرزا قادیانی اور عیسائیوں کے درمیان امرتسر میں توحید اور تثلیث پر مباحثہ ہوا۔ دونوں فریق حق پر نہ تھے۔ مباحثہ سے زچ ہو کر مرزا قادیانی نے یہ اعلان کر کے راہ فرار اختیار کی۔

"آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے ... وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔"

اس پیشین گوئی کی وضاحت کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے لکھا:

"میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔ یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ (۵ جون ۱۸۹۳ء) سے (۵ ستمبر ۱۸۹۴ء) تک بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کو تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دی جائے۔ میں ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔"

اس مباحثہ میں کئی عیسائی شامل تھے۔ اور پیشین گوئی میں لفظ فریق لکھا تھا۔ لیکن مرزا کو جلد ہوش آگیا۔ انہوں نے سوچا کہ پیشین گوئی کے الفاظ میں ترمیم کر لی چاہیئے کیونکہ سارے تو مریں گے نہیں اور مجھے ذلت اٹھانا پڑے گی۔ پس ان کی نظر ایک ۶۸ سالہ بوڑھے پادری آتھم پر پڑی۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو یہ بیان جاری ہوا۔

"دراصل ابتداء سے ہمارا یہی علم تھا کہ اس پیشین گوئی کا مصداق صرف آتھم ہے ہماری نیت میں کوئی اور نہ تھا۔ .... ہماری پوری اور اصل توجہ صرف آتھم کی طرف رہی اور اب تک اسی کو اصل مصداق پیشین گوئی کا سمجھتے ہیں۔"

لیکن پادری عبداللہ آتھم کے بارے میں مرزا صاحب کی پیشین گوئی درست ثابت نہ ہو سکی۔ پیشین گوئی کے مطابق پادری آتھم کو ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک جہنم رسید ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مرے اور طبعی موت مرے۔ جوں جوں ۵ ستمبر قریب آ رہا تھا مرزا کی اضطراری حالت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس کا ذکر مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

"بیان کیا مجھ سے عبداللہ سنوری نے جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود نے مجھ سے اور میاں حامد علی سے فرمایا کہ اتنے چنے لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو۔ اور ہم نے یہ وظیفہ ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس لے گئے اس کے بعد حضرت صاحب (قادیانی)

ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے۔ اور وہ دانے ایک غیر آباد کنوئیں میں ڈالے جاتیں گے۔ اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیئے۔ اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیئے چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔

(سیرت المہدی جلد اول طبع دوم صفحہ ۱۵۹)

شیخ یعقوب علی قادیانی نے آخری دن کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

"آتھم کی پیشین گوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت کے لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں۔ دل سخت منقبض ہیں۔ بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں ہر طرف اداسی اور مایوسی کے آثار ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے تھے۔ کہ خداوندا ہمیں رسوا مت کریو۔ غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے بھی رنگ فق ہو رہے ہیں۔" (خاتم النبیین مولفہ مصباح الدین صفحہ ۲۱۲)

جب پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو مرزا صاحب نے پھر پینترا بدلا۔ اور فرمایا

"میری مراد صرف آتھم سے نہیں پوری جماعت سے ہے جو اس بحث میں اس کے معاون تھی" (انوار الاسلام ص ۲ طبع قادیانی)

پہلے خود ہی کہہ چکے ہیں کہ یہ پیشین گوئی آتھم کے متعلق ہے اب خود ہی انکار کر رہے ہیں۔ کیا کہنے مرزا کی دروغ گوئی کے۔ کمال عیاری ہے، عجیب چالاکی ہے۔ اتفاق سے ان دنوں ایک پادری رائٹ مر گیا۔ فوراً مرزا پکار اٹھے کہ میری پیشین گوئی پوری ہو گئی ہے۔ اندازہ لگایئے پیشین گوئی تھی آتھم کی موت کی اور رائٹ کے مرنے سے کیسے پوری ہو گئی؟ یا للعجب!

جب پیشین گوئی غلط نکلی تو مرزا صاحب نے عجیب و غریب تاویلیں کرنا شروع کر دیں۔ انوار الاسلام میں لکھتے ہیں کہ:

"وہ ہاویہ میں بھی گرا جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ موت کی وجہ سے اور موت کے ڈر سے پریشان رہا۔ امرتسر سے گھبراہٹ میں ادھر ادھر بھاگا پھرا۔ اس کا سکون غارت ہو گیا اور یہی ہاویہ ہو گیا" آگے لکھتے ہیں کہ:

"ہماری پیشین گوئی کے الہامی الفاظ پڑھو اور ایک طرف اس کے مصائب کو جانچو! جو اس پر وارد ہوتے۔ تو تمہیں کچھ بھی اس بات میں شک نہیں ہوگا۔ کہ وہ بے شک ہاویہ میں گرا اور اس کے دل پر وہ رنج و غم بد حواسی وارد ہوئی جس کو ہم آگ کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہہ سکتے" ملخصہ

پیشین گوئی کی میعاد پوری ہو جانے کے بعد عیسائیوں نے آتھم کا بڑی دھوم دھام کے ساتھ امرتسر شہر میں جلوس نکالا اور لوگوں کو دکھایا کہ دیکھو آتھم زندہ ہے۔

فرزند کی ولادت کی پیشین گوئی

مرزا غلام قادیانی کی زوجہ حاملہ ہوئیں تو انہوں نے پیشین گوئی کی کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔

۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب نے جو اشتہار جاری کیا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

"خدائے بزرگ رحیم و کریم و بزرگ نے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اس کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا ...... سو تجھے بشارت ہو ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔

پھر ۲۲، مارچ ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب نے یہ اشتہار جاری کیا۔

قاری محمد سعید صاحب آف تلہ گنگ کا انتقال پر ملال

حضرت مولانا فضل احمد صاحب تلہ گنگ جو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے شاگرد تھے تلہ گنگ کے مشہور و معروف عالم دین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ لگاؤ رکھتے تھے۔ جابہ ضلع خوشاب میں ختم نبوت کانفرنس ہوتی تو وہ اپنے مدرسہ کے تمام طلباء اور کھانے پینے کے سامان سمیت وہاں پہنچتے ابھی چند سال قبل ان کا انتقال ہوا اور ان کی جانشینی کے فرائض ان کے فرزند ارجمند ہونہار مقرر، بہترین خطیب مولانا قاری محمد سعید صاحب نے سنبھال لئے افسوس کہ قاری بھی گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قاری صاحب نے جامع مسجد عید گاہ کے ساتھ ایک مدرسہ حسینیہ بنایا تھا وہ اس کے مہتمم تھے اس وقت مسجد اوقاف میں نہیں آئی تھی مولانا نے یہ مسجد چندہ سے تعمیر کرائی۔ مولانا فضل احمد اور قاری صاحب کا فیض اب اس مدرسہ کی شکل میں جاری ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب موصوف کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے آمین۔ قاری صاحب کی وفات حسرت آیات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ، نائب امیران حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ، مناظر اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر مدظلہ، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری مدظلہ۔ حضرت علامہ مولانا اللہ وسایا صاحب اور دیگر تمام مبلغین نے قاری صاحب کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے

”چونکہ اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیش گوئی در بارۂ تولد ایک فرزند صالح درج ہے جو بہ صفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ دو شخص سکنہ قادیان نے یہ دروغ بے فروغ برپا کیا ہے کہ ہماری دانست میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے صاحب مشتہر کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ حالانکہ یہ قول نام بردگان کا سراسر افترا اور دروغ و بمقتضائے کینہ و حسد و عناد جبلی ہے جس سے وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہم ان کے اس قول دروغ کارد واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰، ۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔“ [23]

مرزا صاحب نے بڑی بے چینی سے انتظار کیا۔ جب دن پورے ہوئے اور بچے کی ولادت کا وقت آیا تو لڑکا پیدا ہونے کی بجائے لڑکی پیدا ہوگئی۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

لوگوں نے استفسار کیا تو مرزا صاحب یوں گویا ہوئے۔

”اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لیے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے۔ ضرور پیدا ہو جائے گا“ [24]

لاہور کے ایک صاحب نے مرزا صاحب کو لکھا کہ تمہاری پیش گوئی جھوٹی نکلی اور دختر پیدا ہوئی اس لیے تم بڑے فریبی مکار اور دروغ گو ہو۔ اس پہ مرزا صاحب نے پینترا بدلا اور فرمایا

”وہ فقرہ یا لفظ کہاں ہے جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہو جس کا یہ مطلب ہے کہ اسی حمل میں پیدا ہوگا۔ اس سے ہرگز تخلف نہیں کرے گا۔

پیشن گوئی پوری نہ ہونے پر اس کی عجیب و غریب تاویلیں گھڑنا مرزا صاحب کی عادت تھی وہ اگر کوئی مستقبل کی نوید سناتا تو پہلے ہی سوچ لیتا تھا کہ اگر ایسا نہ ہوا تو یہ کہے گا۔ خیر جس حمل کے لیے اس نے پیشن گوئی کی تھی اس کا نتیجہ اُلٹ نکلا لیکن اس کے بعد دوسرے حمل میں جب اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو خوشخبری کا اشتہار جاری کیا جس میں لکھا:

”آج ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء بارہ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا!“

لیکن یہ فرزند جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا اور جو بعد میں بشیر اول کے نام سے موسوم ہوا۔ سوا سال عمر پا کر مر گیا اس کی موت کی اطلاع حکیم نورالدین کو اس طرح دیتے ہیں ”میرا لڑکا بشیر احمد تیئیس [25] روز بیمار رہ کر آج بہ قضائے رب عزوجل انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔“ [26]

حکیم نورالدین نے ان الفاظ میں اپنی کورچشمی کا اظہار کیا ”اگر میرا بیٹا مر جاتا تو میں کچھ پرواہ نہ کرتا مگر بشیر اول فوت نہ ہوتا۔ تاکہ لوگ پیشین گوئی کے جھوٹا ثابت ہونے کے ابتلاء میں نہ پڑتے۔ اور اس صدمہ میں میاں محمد خان نے یہ لکھا کہ ”اگر میرے سامنے میرے ہزار بیٹے بھی قتل کر دیئے جاتے تو مجھے افسوس نہ ہوتا جتنا بشیر کی وفات سے ہوا۔“ [27]

حیرت کی بات ہے کہ مرزا کے ماننے والے اور خریدے ہوئے مولوی اس قدر عقل و خرد سے بے گانے تھے کہ انہیں مرزا کے جھوٹی پیشین گوئیاں بھی راہ راست پر گامزن نہ کر سکیں۔ سچ ہے کہ

ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ [28]

آیئے ذرا مرزا صاحب کے بیٹے کی زبانی لڑکی کی پیدائش اور پھر لڑکے کی موت کا حال سنیئے۔ فرماتے ہیں:

عظیم الشان بیٹے کی بشارت کا الہام اس قدر شان و شوکت کے ساتھ خدا نے دیا۔ تھا کہ حضور نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس کا اعلان فرمایا جس کی وجہ سے لوگ چشم براہ ہوگئے مگر اللہ نے ایمان کے راستے میں ابتلا رکھے ہیں سو قدرت خدا مئی ۱۸۸۶ء میں لڑکی پیدا ہوگئی جس سے ملک میں زلزلہ آگیا۔ گو حضور نے اشتہار اور خطوط کے ذریعے اعلان فرمایا کہ وحی الٰہی نے اس حمل کی قید نہیں رکھی تھی جس سے کچھ لوگ سنبھل گئے۔ دوسرے حمل یعنی اگست ۱۸۸۷ء میں حضرت کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام بشیر احمد رکھا۔ اس کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی گئی کیونکہ لوگ اور خود حضرت صاحب کو خیال تھا کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے۔ غرض بشیر اول کی پیدائش رجوع عام کا باعث ہوئی مگر قدرت اللہ کی ایک سال بعد لڑکا اچانک فوت ہوگیا۔ بس پھر کیا تھا ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہوگیا۔ حضرت صاحب نے لوگوں کو سنبھالنے کے لیے اشتہاروں اور خطوط کی بھرمار کر دی اور لوگوں کو سمجھایا کہ میں نے کبھی یہ یقین ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے۔ چنانچہ بعض لوگ سنبھل گئے۔ لیکن اکثروں پر مایوسی کا عالم تھا اور مخالفین میں بڑے درجے کا استہزاء کا جوش تھا“ [30]

مرزا صاحب نے ندامت سے بچنے کے لیے کہا کہ وہ بیٹا نہیں تھا جس کی بشارت الہام کے ذریعے دی گئی۔ حکیم نورالدین کے نام ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک خط میں لکھا۔

”۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیش گوئی سمجھی گئی تھی وہ درحقیقت دو لڑکوں کی بابت پیش گوئی تھی۔“ [31]

خدا کی قدرت کہ مرزا کے ہاں ایک بچہ اور پیدا ہوگیا جس کو انہوں نے اپنی پیشین گوئی کا مصداق سمجھا اور درج ذیل اشتہار جاری کیا۔

"خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے۔ اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔" ۳۳

کیا کہنے مرزا کی نبوت کے۔ اتنی خبر نہیں کہ یہی وہ فرزند موعود ہے یا کوئی اور۔ دراصل جب ان کی ہر پیشین گوئی غلط ثابت ہونے لگی تو انہوں نے یہ انداز اختیار کیا:

اللہ تعالیٰ نے مزید رسوا کرنے کے لیے ایک اور بیٹا دے دیا۔ جس کی پیدائش کا اعلان یوں کیا

"میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشین گوئی کی تھی۔ سو خدا نے میری تصدیق کے اور تمام مخالفین کی تکذیب کے لیے ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو عطا کر دیا۔" ۳۴

مرزا صاحب کو اس لڑکے سے شدید الفت تھی لیکن قادر مطلق نے مرزا کی ہر موقع پر تکذیب فرمائی یہ لڑکا بیمار ہوگیا۔ اس کی صحت کے لیے انہوں نے دعا کی۔ ان کے بقول دعا قبول کر لی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں یہ اعلان جاری کیا

"۲۷ اگست ۱۹۰۶ء کو صاحبزادہ میاں مبارک صاحب جو تپ سے سخت بیمار ہیں۔ اور بعض دفعہ بے ہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور ابھی تک بیمار ہیں۔ ان کی نسبت آج الہام ہوا۔ اور قبول ہوگئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یعنی دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے۔ یہ ٹھیک طور پر یاد نہیں کہ کس دن بخار شروع ہوا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی۔"

یہ بشارت یقیناً شیطان نے ہی دی ہوگی کیونکہ رحمٰن کی بشارت تو ہمیشہ پوری ہوتی ہے۔ لیکن مرزا کے فرزند ارجمند دنیا سے رخصت ہوگئے اور مرزا صاحب مارے ندامت کے افسوس بھی نہ کر سکے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ لکھتے ہیں۔

"جب اس کا انتقال ہوگیا تو آپ نے مطلق جزع فزع نہ کیا۔" ۳۵۔

مولانا ثناء اللہ سے متعلق پیش گوئی

مرزا غلام قادیانی کے خلاف مولانا ثناء اللہ امرتسری نے قلمی اور لسانی جہاد کیا۔ انہوں نے مرزا صاحب کی مسلسل تکذیب کی اس لیے انہوں نے مولانا ثناء اللہ کے متعلق پیشین گوئی کی۔

"مولوی ثناء اللہ امرتسری ایک مہینے کے بعد ضرور مر جائے گا۔ اور یہ مجھے وحی الہٰی کے ذریعے معلوم ہوا ہے۔" ۳۶

مرزا صاحب نے یہ پیش گوئی ۱۹۰۷ء میں کی لیکن ثناء اللہ امرتسری ایک مہینہ تو کیا ایک سال بعد بھی فوت نہ ہوئے اور ایک طویل عرصہ زندہ رہے اور قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں فوت ہوئے حالانکہ مرزا خود ۱۹۰۸ء میں واصل جہنم ہوگئے۔

مرزا صاحب نے اپنے ایک خط میں مولانا ثناء اللہ کو لکھا۔

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ نے اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا...... اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمے اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماری آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔" ۳۸

مرزا صاحب مولانا ثناء اللہ کی زندگی ہی میں ہاویہ میں پہنچ گئے اور مرے بھی بیٹھے سے۔ مرزا صاحب کے اپنے اقوال کے مطابق وہ کاذب ثابت ہوئے۔

جاء الحق۔

پنڈت لیکھرام سے متعلق پیشین گوئی

پنڈت لیکھرام کے متعلق مرزا صاحب نے ایک اشتہار میں لکھا:

"آج ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب (لیکھرام کی) کا وقت معلوم کرنے کے لیے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے۔ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں .... عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب اس پیشین گوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا۔ جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الہٰی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا نطق ہے۔ اور میں اس پیشین گوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسا ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جاوے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشین گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے

کیا تھا۔“

اس رسوائی کا کئی بار مرزا صاحب کو سامنا کرنا پڑا۔ لیکن جب کوئی چیز حد سے بڑھتی ہے تو اپنا اثر بھی ختم کر بیٹھتی ہے۔ جس طرح غم جب حد سے بڑھتا ہے تو غم نہیں رہتا۔ اسی طرح بار بار جب رسوائی سے دوچار ہونا پڑے تو پھر کوئی رسوائی رسوائی نہیں رہتی۔ مندرجہ بالا پیشین گوئی میں مرزا صاحب لیکھرام کے مرنے کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی اس کے قتل کی پیشین گوئی کی بلکہ صرف عذاب نازل ہونے کا ذکر کیا۔ لیکن اس کی زندگی میں کوئی ہیبت ناک عذاب نازل نہ ہوا۔ چھ سال پورے ہونے لگے اور لیکھرام پر کوئی افتاد نہیں پڑی اور نہ خرق عادت کے طور پر کوئی عذاب نازل ہوا۔ اتفاق سے اسی اثنا میں ان کے ایک دشمن نے چھرا گھونپ کر ان کو مار ڈالا۔ مرزا نے اس سے فائدہ اٹھایا اور اسے اپنی پیشین گوئی کے صحیح ثابت ہونے کے ثبوت میں پیش کیا۔

مولانا محمد حسین اور اس کے ساتھیوں کے متعلق پیشین گوئی

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی ابتدائی زمانہ میں مرزا صاحب کے گہرے دوست تھے جب تک مرزا صاحب کے ذہن میں کوئی خلل نہیں آیا تھا اس وقت تک وہ مرزا صاحب کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ اور ان کی کتاب ”براہین احمدیہ“ پر ایک تعریفی تبصرہ بھی تحریر کیا اور انہیں لاہور میں اپنی مسجد میں اپنے ساتھ رکھا جو کہ ان دنوں اہل حدیث کی مسجد چینیاں“، لاہور میں خطیب تھے[۱۲] لیکن جب مرزا نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو بہت بری طرح بگڑے یہاں تک کہ انہوں نے بہت بڑا بول بولا۔ کہ میں نے ہی ان کو اونچا کیا ہے اور میں ہی گراؤں گا[۱۳] مرزا صاحب ان سے سخت برہم ہوتے۔ ان کے متعلق اور ان کے دو[۱۴] ساتھیوں محمد جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے متعلق پیش گوئی کی کہ یہ تینوں تیرہ مہینوں میں ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ لیکن پیشین گوئی کی مدت ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک ان میں سے کسی کو کچھ نہ ہوا۔ بلکہ کئی سال بعد بھی ان پر کوئی آفت نہ آئی اور محمد حسین بٹالوی کو کافی زمین مل گئی اور وہ زمیندار بن گیا۔ اس طرح مرزا صاحب کو ایک بار پھر ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔[۱۵]

اَسّی برس عمر کی پیشین گوئی

مرزا صاحب نے اپنے متعلق یہ پیشین گوئی کی۔ وہ بشارت ہوئی کہ عمر اسی سال ہوگی یا اس سے زیادہ۔[۱۶] لیکن مرزا صاحب اڑسٹھ برس کی عمر میں جہنم کوچ فرما گئے۔ ۱۹۰۷ء میں انہوں نے اس الہام کا دعویٰ کیا ”فرمایا کہ میں تیری عمر بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء میں چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا۔ اور تیری عمر بڑھا دوں گا۔ تاکہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک میرے اختیار میں ہے۔“ لیکن مرزا صاحب کی عمر نہ بڑھ سکی اور الہام غلط ثابت ہوگئے اور مئی ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

۱: الروم ۳۰: ۱ تا ۴

۲: یوسف علی۔ ترجمہ و تفسیر قرآن پاک (انگریزی) صفحہ ۱۰۱۱۔ مطبوعہ بیروت۔

۳: زرنجش توکلی، علامہ، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۱۴۷، ۵۰۲ تاج کمپنی لمیٹڈ

۴:

۵: سیرت رسول عربی۔ ص ۱۴۳۔

۶: شیخ محمد رضا، محمد رسول اللہؐ۔ ص ۵۴۳ ۵۴۴ تاج کمپنی۔

۷:

۸: آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸/قادیانیت از ابوالحسن علی ندوی۔ ص ۱۳۶۔ مجلس نشریات کراچی

۹: ایضاً

۱۰: دارالعلوم۔ ختم نبوت نمبر ۱۹۸۶ء ص ۸۶ (ترجمان دارالعلوم دیوبند یوپی۔ (انڈیا)

۱۱: مرزا قادیانی۔ حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۰۵ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۱۹۵۲ء

۱۲: مرزا غلام قادیانی۔ جنگ مقدس ص ۲۹۱۔ مطبوعہ لاہور (جنگ مقدس روحانی خزائن ص ۲۹۱، ص ۲۹۲ ج ۶ طبع لندن)

۱۳: ایضاً ص ۲۹۳۔

۱۴: مرزا غلام قادیانی۔ کتاب البریہ۔ صفحہ ۲۹۰ خاتم النبیین راز: مصباح الدین ص ۱۴۱۔

۱۵: دارالعلوم ختم نبوت نمبر۔ ص ۹۲۔

۱۶: صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی سیرۃ المہدی جلد اول۔ ص ۱۵۹۔

۱۷: مصباح الدین۔ خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) ص ۱۴۲۔ مطبوعہ راولپنڈی۔

۱۸: مرزا صاحب۔ انوار الاسلام ص ۲۔ مطبوعہ قادیان

۱۹: دارالعلوم ختم نبوت نمبر ص ۹۳۔

۲۰: مرزا غلام قادیانی۔ انوار الاسلام ص ۲ مطبوعہ قادیان۔

۲۱: دارالعلوم ختم نبوت نمبر ص ۹۲۔

۲۲: میر قاسم علی قادیانی، تبلیغ رسالت، جلد اول ص ۵۸۔ مطبوعہ قادیان۔

۲۳: ایضاً ص ۷۲۔

۲۴: ایضاً ص ۹۹۔

۲۵: پروفیسر محمد الیاس برنی قادیانی مذہب ص ۲۳ مہتاب کمپنی لاہور۔

۲۶: میر قاسم علی قادیانی۔ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۹۹۔

۲۷: قادیانی مذہب۔ ص ۳۲۳

۲۸: اخبار الفضل ۳۰ اگست ۱۹۲۰ء (البقرہ ۲۹)

۳۰: سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۸۷۔ مطبوعہ قادیان

۳۱: قادیانی مذہب ص ۳۳۶ (۳۲) ایضاً ص ۳۳۶

باقی صفحہ ۲۶ پر

بھارت میں قادیانیوں کا جشن صد سالہ

◆ کشمیریوں کی تحریک آزادی کو سبوتاژ کرنے کی ناکام سازش

◆ بھارت سرکار کی قادیانیت نوازی

◆ قادیانی اسرائیلی تعلقات ◆ چند تاریخی حقائق

تحریر: صاحبزادہ طارق محمود

دسمبر ۱۹۹۱ء کے آخری عشرہ میں بھارت کے شہر قادیان میں ہونے والا قادیانی جماعت کا سوواں سالانہ جلسہ تین روز تک ہوا۔ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کی صدی مکمل ہونے پر اس جلسہ کو "جشن صد سالہ" کے طور پر منعقد کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اخباری رپورٹ کے مطابق قادیانی جماعت کی درخواست پر قادیانی زائرین کو ریل کی سہولت فراہم کی گئی۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کو بھارت میں وی۔ آئی۔ پی کے طور پر پروٹوکول دیا گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ بھارتی سرکار نے نہ صرف قادیانیوں کو بہتر سہولتیں فراہم کیں۔ بلکہ قادیانیوں کی حوصلہ افزائی کی خاطر جلسہ کی کاروائی جلسہ گاہ سے براہ راست تین دن تک 'بھارتی دوردرشن' سے ٹیلی کاسٹ ہوتی رہی۔ جسے پاکستان کے بعض سرحدی شہروں میں بھی دیکھا گیا۔ قادیان کے جلسہ میں بڑی تعداد پاکستان کے قادیانیوں کی تھی۔ بھارت کی سرزمین پر قادیانیوں کے اجتماع کی بدولت بھارت نے کروڑوں روپے کا زرمبادلہ کمایا۔

اخباری اطلاعات کے مطابق بتایا گیا ہے کہ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو پاکستان سے بھارت جانے والے قادیانیوں نے ایک کروڑ روپے کی بھارتی کرنسی حاصل کی۔ اٹاری ریلوے اسٹیشن پر بھارتی بینک کرنسی تبدیل کرتا ہے۔ اس روز کاؤنٹر پر بھارتی کرنسی ختم ہو گئی اور بینک والوں کو خصوصی گاڑی بھیج کر امرتسر سے مزید رقم منگوانا پڑی۔ یہ تو صرف ایک دن کا معاملہ تھا۔ پاکستانی قادیانی سات روز تک بھارت آتے جاتے رہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کو کتنا زرمبادلہ خرچ کرنا پڑا۔ اور پاکستان کو کس قدر معاشی نقصان ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۹ء میں قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی تھی۔ مرزا صاحب نے جماعت کی بنیاد کیوں رکھی؟ اور اس کے کیا مقاصد تھے؟ ان سوالوں کا جواب تفصیل طلب ہے ممکن ہے کہ اب قادیانی جماعت کے راہنما اپنی جماعت کے قیام کے مقاصد کا پس منظر بیان کرنے میں شرم محسوس کریں۔ مرزا صاحب برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا تھے۔ اس کا اعتراف مرزا صاحب نے خود کیا ہے ان کی جماعت کو وفاداری بشرط استواری کے اصول پر پروان چڑھایا گیا۔ تاکہ وہ برصغیر پاک و ہند میں برطانوی مفادات کے تحفظ کے لیے کام کرے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کے قیام کے دو بنیادی مقصد تھے۔

- اولاً۔ برطانوی حکومت کا استحکام اور اس کی تائید و حمایت۔
- ثانیاً ممانعت جہاد اور اطاعت انگریز کی نشر و اشاعت۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے ساری زندگی انہی مقاصد کو مدنظر رکھ کر برطانوی سامراج کے مفادات کے لیے کام کیا۔ مرزا قادیانی کی تحریریں ان کے کردار کی آئینہ دار ہے۔

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

تریاق القلوب ص ۱۵ (مصنفہ مرزا قادیانی)

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے قلوب جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ برطانوی سامراج نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کے روح جہاد کا ولولہ ان کی حکومت اور اقتدار کے لیے مستقل خطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس وقت ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ مرزا قادیانی نے امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحدت کو پامال کرنے کے لیے الگ تشخص قائم کیا کیونکہ ان کا نصب العین انگریز کی دوستی اطاعت و وفاداری تھی۔ جماعت کے قیام کے ساتھ ہی بانی جماعت نے قادیان کو اپنا روحانی مرکز بنایا۔ اور اسے مکہ اور مدینہ منورہ سے اعلیٰ اور افضل قرار دیا گیا اور قادیان کے جلسہ کو حج اکبر سے تشبیہ دی گئی۔ چنانچہ قادیانی جماعت کے دوسرے نام نہاد خلیفہ کا بیان ہے۔

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے متعلق اتنا زور دیا ہے کہ جو بار بار یہاں آئے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔

پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ

کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟"

مرزا محمود مندرجہ حقیقت الرؤیا صفحہ ۴۶

چونکہ مرزا قادیانی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل اپنی نبوت کا ڈھونگ رچایا۔ اس لیے مکہ و مدینہ کے بالمقابل قادیان کی فضیلت کو ثابت کرنے کی بھی کوشش کی۔ قرآن مجید سے مرزا قادیانی نے قادیان کا ذکر ثابت کرتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے انا انزلنا قریباً من القادیان"

ازالہ اوہام صفحہ ۲۵/۳۴ مرزا قادیانی

مرزا محمود نے قادیان کے جلسہ کو ظلی حج قرار دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ جیسا کہ حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہے"

خطبہ محمود مندرجہ برکات خلافت صہ مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء

ہم یہ حوالہ جات اس لیے بھی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ پڑھے لکھے اور لبرل مسلمان کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ انہیں ان حوالوں سے معلوم ہو سکے کہ قادیانیت اسلام کے مقابلے میں ایک الگ مذہب کا درجہ رکھتی ہے۔ قادیانیوں کا روحانی مرکز مسلمانوں کے مرکز کے مقابلہ میں قائم کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی جماعت کے راہنماؤں نے اپنے مرکز کی برتری کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اس کا اندازہ اس تحریر سے لگایا جا سکتا ہے۔

جیسے احمدیت کے بغیر یعنی مرزا قادیانی کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے۔ وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح ظلی حج۔ (جلسہ قادیان) کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے۔

(پیغام صلح ۱۹، اپریل ۱۹۳۳ء)

مرزا محمود کا ایک اور ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔ یہ تمام باتیں گمراہ قادیانیوں کے لیے بھی لمحۂ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں مکہ و مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں"

(مرزا محمود الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء)

لعنۃ اللہ علی الکٰذبین ۝

ان تمام حوالوں کے پیش کرنے کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان اس بات کا اندازہ لگا سکیں گے کہ قادیانیوں نے اپنے آبائی مرکز قادیان کو اعلیٰ و افضل ثابت کرنے کی ناپاک جسارت میں مکہ و مدینہ کے تقدس اور اس کی حرمت کا خیال بھی نہیں کیا۔

تقسیم ملک سے پہلے قادیانی قادیان (بھارت) میں اپنا سالانہ جلسہ دسمبر کے آخری عشرہ میں منعقد کرتے تھے قیام پاکستان کے بعد جب قادیانیوں نے ربوہ کو اپنا مرکز بنایا تو ان کا قادیان والا جلسہ سابقہ روایات کی طرح دسمبر میں ہی منعقد کیا جانے لگا عیسائی دسمبر میں اپنے یسوع مسیح کا یوم مناتے ہیں۔ نام نہاد مسیح کے پیروکاروں نے عیسائیوں کے بالمقابل اپنے سالانہ جلسے کا انعقاد دسمبر میں ہی رکھا۔

مارچ ۱۹۸۹ء میں مرزا قادیانی نے جماعت کی بنیاد رکھی تھی۔ ۱۹۸۹ء میں ان کی جماعت کے قیام کو ایک صدی پوری ہوئی۔ چنانچہ قادیانیوں نے اس خوشی میں 'صد سالہ جوبلی' منانے کا اہتمام کئی سال پہلے ہی شروع کر دیا تھا۔ ۱۹۸۴ء کے اوائل میں تحریک جدید کے قادیانی راہنما مسعود جہلمی نے ایک مقالہ پیش کیا تھا۔ جس سے قادیانیوں کے ناپاک عقائد اور مذموم عزائم کا پردہ چاک ہوتا ہے۔

"خاکسار عرض کر چکا ہے کہ صد سالہ جوبلی کا سال ۱۹۸۹ء ہے۔ تاریخ اسلام میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کا دن ہے جب سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کے حکم کے مطابق لدھیانہ کے مقام پر چالیس مخلصین سے بیعت لے کر سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھی جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی گزرنے پر جماعت احمدیہ جس صد سالہ جشن کی تیاری کر رہی ہے اس کی تقریبات کا آغاز ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو شروع ہو کر اس سال کے آخر تک جاری رہے گی اور صد سالہ جشن کی تقریبات جلسہ سالانہ ۱۹۸۹ء کو اپنے عروج پر پہنچ جائیں گی۔ انشاء اللہ العزیز"

(ماہنامہ انصار اللہ صہ ۱۲ ربوہ ۱۹۸۴ء)

از مسعود جہلمی

قادیانیوں نے صد سالہ جوبلی جشن کے لیے ایک مخصوص فنڈ کا اعلان بھی کیا ۱۹۸۴ء میں قادیانی رسالہ انصار اللہ کی ایک اشاعت میں اعلان کیا گیا کہ صد سالہ جوبلی جشن کے سلسلہ میں اب تک دس کروڑ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ چند سالوں کے بعد یہ فنڈ ۲۴ کروڑ تک پہنچ گیا۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا میں جتنے جھوٹے مدعی نبوت ہو گزرے ہیں ان کے مقابلے میں مرزا قادیانی کے پیدا کردہ فتنہ کی عمر سب سے طویل ہے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ مسلمانوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اس فتنہ کی سرکوبی اور خاتمہ کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت نے قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی عزائم اور ناپاک مقاصد کو ناکام بنا دیا۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کی مسلح فتنہ گردی اور جارحیت کے نتیجہ میں قومی اسمبلی نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم اور خصوصی فضل و کرم تھا کہ وہ پیپلز پارٹی جسے قادیانیوں کی مکمل تائید و حمایت حاصل تھی۔ اس پارٹی کے دور میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

قادر مطلق اور مالک کائنات کی عظمت کے قربان جائیے جب قادیانی اپنے نام نہاد جھوٹے اور کذاب نبی مرزا قادیانی کی نبوت کا صد سالہ جشن منانے کی بھرپور تیاریوں میں مصروف تھے۔ باری تعالیٰ نے پردۂ غیب سے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کی دستگیری فرمائی ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت کا اجراء عمل میں آیا جس سے قادیانیت کی کمر ٹوٹ گئی۔ قادیانیوں نے ناپاک منصوبے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو ایک دفعہ پھر منہ کی کھانا پڑی۔ ان کے سنہرے خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے اور سرزمین پاکستان پر مرزا قادیانی کا صد سالہ جشن جوبلی منعقد نہ ہو سکا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء اور نفاذ کے اعلان کے ساتھ ہی قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے راہ فرار اختیار کی اور اپنی مادری پناہ گاہ کو آماجگاہ بنا لیا۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ اپریل ۱۹۸۴ء کے تحت قادیانیوں نے بھارت اپنے آبائی مرکز میں

صد سالہ جشن کا اعلان کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ جھوٹی نبوت کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیے پردہ غیب سے مدد فرمائی۔ ہائی کورٹ کے حالیہ تاریخی اور یادگار فیصلے نے قادیانی فتنہ کے عقائد و عزائم، آئین و قانون سے بغاوت اور ان کی ریشہ دوانیوں کو ایک بار پھر بے نقاب کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا کرم ہے کہ قادیانی فتنہ جس بل سے نکلا تھا اب اسی میں گھس کر مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر ماتم کرتا نظر آتا ہے۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

قادیانیوں کا آبائی مرکز قادیان ہندوستان میں واقع ہے۔ ہر قوم کو اپنے آبائی اور بنیادی مرکز سے والہانہ عقیدت ہوتی ہے مگر قادیانی کا ہر طور اپنے مرکز کو متبرک افضل اور اعلیٰ سمجھنا ان کے ایمان کا حصہ ہے۔ قادیانی جماعت اور اس کے راہنماؤں کی مخالفت کے باوجود جب پاکستان ایک زندہ حقیقت بن کر دنیا کے نقشہ پر ابھر آیا تو جماعت احمدیہ کے سربراہ نے کہا۔

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پہ الگ بھی رہنا پڑے۔ یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔"

(الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

یہی وجہ ہے کہ قادیانی جماعت نے ابھی تک پاکستان کو ذہنی طور پر تسلیم کیا ہے اور نہ قلبی طور پر قبول کیا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ

- تقسیم عارضی ہے اور اکھنڈ بھارت بنے گا۔ یہ ان کا الہامی عقیدہ ہے۔
- قادیانی اپنے مردے اپنے ہیڈ کوارٹر پاکستان میں امانتاً دفن کرتے ہیں۔
- قادیانی جماعت کے سابق سربراہ مرزا محمود کے مرگھٹ پر ان کا وصیت نامہ ایک کتبہ کی شکل میں بہت مدت تک آویزاں رہا ہے۔ جس پر عبارت درج تھی۔

"کہ جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان (بھارت) میں دفن کیا جائے۔"

- قادیانی جماعت نظریاتی طور پہ پاکستان کی دشمن نمبر ا

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں نے ابھی تک غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلے کو قبول نہیں کیا۔ یہ ملک کے آئین و قانون سے کھلی بغاوت ہے۔ ہم اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے۔ لیکن جب اقلیت اکثریت کے فیصلہ کو کالعدم قرار دے تو پھر ان کی حیثیت کیا ہونی چاہیئے۔

بھارت میں قادیانیوں کے "جشن صد سالہ" کے انعقاد کے موقع پر بھارتی سرکار نے جس گرم جوشی کے ساتھ قادیانیوں کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کی ہے۔ وہ بلاوجہ نہیں۔ بلکہ اس کا ایک مخصوص پس منظر ہے۔ اسی پس منظر میں بھارت کے سیاسی مقاصد پوشیدہ ہیں۔ بھارت ایک سیکولر اسٹیٹ ہے۔ جب کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ قادیانی جماعت ایک دینی و مذہبی ہونے کی دعویدار ہے۔ بھارتی دور درشن قادیان کے اجتماع کو دینی و تبلیغی قرار دیتا رہا۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ بھارت اپنی سرزمین پر مسلمانوں کے وجود کو تو برداشت نہیں کرتا۔ انہیں بھارت میں مذہبی رسومات آزادی کے ساتھ ادا کرنے کی اجازت نہیں۔ لیکن اس کے برعکس قادیانیوں کو مسلمان سمجھتے ہوئے وہ سہولتیں بھی فراہم کرتا ہے۔ اور ان کی مکمل سرپرستی بھی کرتا ہے۔ بھارت میں مسلمانوں کا کوئی مذہبی تہوار ہو۔ بھارتی حکومت نے مسلمانوں کے لیے کبھی ایسی فیاضی اور مہمان نوازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ جیسا بھارت کی موجودہ حکومت نے قادیانیوں کے لیے کیا ہے۔ بھارت کی یہ دورخی پالیسی اس کے پوشیدہ عزائم اور مقاصد کی چغلی کھاتی ہے۔ بھارت اور قادیانی جماعت دونوں پاکستان کے نظریاتی دشمن اور مخالف ہیں۔ بھارت قادیانیوں کی پاکستان دشمنی سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ بھارت پاکستان کے اندر اس کے نظریاتی دشمنوں کی معرفت اس کی وحدت کو جو نقصان پہنچا سکتا ہے وہ کام بھارتی فوجوں سے سرانجام نہیں دلوایا جا سکتا ہے دانشوروں کا کہنا ہے کہ کسی ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی طرح اس کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ پاکستان کو ہمیشہ نظریاتی سرحدوں سے ہی نقب لگا کر نقصان پہنچایا گیا ہے۔ مشرقی پاکستان کا المیہ ہمارے سامنے ہے۔ اس کے حقائق و شواہد سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بھارت نے ہماری نظریاتی سرحدوں سے نقب زنی کر کے ہماری تباہی و بربادی کا سامان مہیا کیا۔ اس

وقت پاکستان کے دو بڑے دشمن ہیں۔

اوّلاً بھارت دوئم اسرائیل

یہ دونوں ملک پاکستان کے استحکام، دفاع اور اس کی ترقی سے حسد کی آگ میں جل رہے ہیں پاکستان کا ایٹمی پروگرام انہی دو ممالک کی نظروں میں کھٹکتا ہے۔ یہ دونوں مل کر ہمارے ایٹمی پراجیکٹ کو تباہ کرنے کی فکر میں ہیں اور اس سلسلہ میں عملاً وہ کوشش کر بھی چکے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔

اسرائیل کے ساتھ قادیانیوں کے تعلقات اور روابط ڈھکے چھپے نہیں۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی اور اس کی کارکردگی سے کون واقف نہیں۔ پاکستان نے دیگر عرب اسلامی ممالک کی طرح اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا۔ نیو ورلڈ آرڈر اور علاقے میں اسرائیل کی چودھراہٹ کے بعد جب بعض عرب ممالک بھی اسرائیل کو تسلیم کر بیٹھے ہیں لیکن پاکستان ابھی تک اپنے سابقہ موقف پر ڈٹا ہوا ہے۔ اور اس نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا۔ اسرائیل کے بانی ڈیوڈ بن گوریان پاکستان کے بارے میں اس قدر حساس تھے کہ انہوں نے بہت پہلے اس خطرے کی نشاندہی کر دی تھی۔ بانی اسرائیل کے پاکستان کے بارے میں ریمارکس قابل توجہ ہیں۔

"ہمیں پاکستان کے خلاف جلد قدم اٹھانا چاہیئے۔ پاکستان کا فکری سرمایہ اور جنگی قوت ہمارے لیے آگے چل کر سخت مصیبت کا باعث بن سکتا ہے لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے۔ بلکہ ہمیں اس تاریخی عناد و نفرت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے جو ہندوستان پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔ تاریخی عناد ہمارا سرمایہ ہے۔ ہمیں پوری قوت سے بین الاقوامی دائروں کے ذریعے سے اور بڑی طاقتوں میں اپنے نفوذ سے کام لے کر ہندوستان کی مدد کرنی چاہیئے اور پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ یہ کام نہایت رازداری کے ساتھ اور خفیہ منصوبوں کے تحت انجام دینا چاہیئے۔"

یروشلم پوسٹ ۱۹ اگست ۱۹۶۷ء

(روزنامہ نوائے وقت لاہور صا ۲۲ مئی ۷۲ ۱۹ء)

مصر کے عظیم صحافی جناب حسنین ہیکل کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے انکشاف

کیا تھا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا منصوبہ تل ابیب میں تیار کیا گیا تھا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ۱۹۷۱ء میں پاکستان دولخت ہوا اور جب ڈھاکہ (FACE) ہوا تو ہندو مسلح افواج کا ڈپٹی کمانڈر ایک یہودی تھا۔

پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو اصل خطرہ بھارت سے نہیں اسرائیل سے ہے۔ اسرائیل نے بھارت کی مدد سے ۱۹۸۰ء میں ہمارے ایٹمی مراکز کو تباہ کرنے کا جو عملی منصوبہ بنایا تھا اس کی ناکامی کی تمام تفصیل تکبیر کراچی میں پڑھی جا سکتی ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں اسرائیلی کمانڈوز کی موجودگی کی تفصیلات اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان تمام حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیل بھارت دونوں مشترکہ طور پر پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں راجیو گاندھی کی آخری رسومات کے موقع پر فلسطینی راہنما جناب یاسر عرفات نے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو آگاہ کیا تھا کہ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو اسرائیل کی طرف سے شدید خطرہ ہے۔ لہٰذا آپ اپنے ملک کے اندرونی دشمنوں سے ہوشیار رہیں اور حکومت کو مطلع کریں۔ وہ اندرونی دشمن کون ہیں؟ جنہیں یہود و ہنود کی سرپرستی اور معاونت حاصل ہے۔

جس طرح قادیانی مغربی پنجاب (پاکستان) میں اقلیت ہیں۔ اسی طرح سکھ مشرقی پنجاب (بھارت) میں اقلیت ہیں۔ پاکستان میں بسنے والے قادیانیوں کا آبائی مرکز قادیان مشرقی پنجاب میں ہے۔ جب کہ سکھوں کا متبرک مرکز ننکانہ مغربی پنجاب میں واقع ہے۔ سکھوں کو اپنے مقدس مقامات کی زیارت کے لیے پاکستان آنا پڑتا ہے۔ پاکستان میں سکھوں کے مرکز اور مقدس مقامات کی ہر طرح سے نگہداشت و حفاظت کی جاتی ہے۔ انہیں پاکستان میں مذہبی رسومات کی مکمل طور پر آزادی حاصل ہے۔ پنجاب کے لوگ چونکہ مہمان نواز ہیں۔ وہ سکھوں کی آؤ بھگت اور مہمان نوازی میں کوئی کسر نہیں اٹھا چھوڑتے۔ سکھ ہمارے ممنون ہیں کہ ایک نظریاتی اسلامی ملک میں انہیں مذہبی رسومات کی ادائیگی میں ہر طرح سے آزادی حاصل ہے۔ سکھ خیر سگالی اور علاقائی محبت کے جذبے کے تحت پاکستان سے خوش ہیں۔ لیکن بھارت نے ہمیشہ ہماری 'مہمان نوازی' کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا ہے۔

بھارتی حکومت نے بارہا پاکستان پر سکھوں کو بھارتی حکومت کے خلاف مشتعل کرنے کا الزام لگایا ہے۔ مشرقی پنجاب میں سکھوں کی دہشت گردی میں بھی پاکستان کے ملوث ہونے کا بے بنیاد پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت حال اس سے قطعی مختلف ہے۔ مشرقی پنجاب میں سکھوں کے ساتھ بھارتی فوج اور پولیس نے جو مظالم ڈھائے۔ وہ ڈھکے چھپے نہیں۔ راجیو گاندھی کے دور اقتدار میں سکھوں کے متبرک مقامات کی بے حرمتی کی گئی۔ آج بھی بھارت میں سکھوں کے ساتھ سوتیلا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اور انہیں ناقابل اعتماد سمجھتے ہوئے اہم عہدوں سے ہٹایا جا رہا ہے۔ بھارت، پاکستان میں بسنے والی اقلیت (قادیانیوں) سے خوشگوار تعلقات اور گہرے روابط رکھ کر ہماری 'مہمان نوازی' کا توڑ چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارتی سرکار نے قادیانیوں کے 'جشن صد سالہ' کی تقریبات کو سرکاری طور پر تحفظ دیا۔ تین دن تک بھارتی ٹیلی ویژن دوردرشن قادیانیوں کے لیے وقف کر دیا۔ انہیں ریل کے علاوہ ممکنہ سہولتیں فراہم کیں اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی خوب آؤ بھگت کی۔ بھارتی حکومت کو احساس ہونا چاہیئے کہ سکھ پاکستان سے بہتر تعلقات کے باوجود بھارت میں محب وطن اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس قادیانی نہ تو محب وطن ہیں اور نہ ہی بطور اقلیت رہنا پسند کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا کھلا اعلان ہے کہ وہ غیر مسلم اقلیت ہونے کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتے۔ بھارت ہمارے ملک کے آئین و قانون کی دھجیاں بکھیرنے اور اس سے مذاق کرنے والی اقلیت کو اپنے دامن میں پناہ دینا چاہتے ہیں تو ضرور شوق پورا کرے۔ لیکن اسے سفارتی آداب کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ کل کلاں بھارت کی کوئی اقلیت بھی ان کے آئین و قانون سے بغاوت کر سکتی ہے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق قادیان کے جلسہ میں مرزا طاہر احمد کو ایک کروڑ روپے کی رقم پیش کی گئی۔ ہمارے قیاس کے مطابق یہ رقم ایک کروڑ سے کہیں زیادہ ہوگی۔ پاکستان حکومت کی مختلف ایجنسیوں کا یہ کام ہے۔ کہ وہ کھوج لگائے کہ یہ ایک کروڑ روپیہ کہاں سے آیا؟ کیا یہ بھارتی سرکار کا نذرانہ تو نہیں؟ قادیانیوں کا بھارت کی سرزمین پر 'جشن صد سالہ' کا اہتمام ان دنوں کیا گیا۔ جب کہ مقبوضہ کشمیر میں کشمیری حریت پسندوں کی جدوجہد آزادی اپنے فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو چکی ہے۔ بھارتی سرکار، مسلح افواج اور پولیس کے لیے کشمیری مجاہدین کا جذبہ جہاد ان کے لیے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ کشمیری روح جہاد سے سرشار ہو کر میدان عمل میں سربکف ہیں۔ اور ان کی بیش بہا قربانیاں اب رنگ لانے کو ہیں۔ بھارت کو مقبوضہ کشمیر میں کشمیری مسلمانوں کی طرف سے آج وہی صورت حال درپیش ہے جو برطانوی سامراج کو برصغیر میں اپنی حکومت کو دوام بخشنے کے لیے ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے درپیش تھی۔ بھارتی سرکار قادیانیوں سے وہی خدمات مستعار لینا چاہتی ہے۔ جو انہوں نے برطانوی سامراج کے لیے سرانجام دی تھیں۔ قادیان کے 'جشن صد سالہ' میں دنیا بھر کے مختلف ممالک کے قادیانیوں کو جمع کیا گیا۔ ان میں یقیناً وہ قادیانی نوجوان بھی شامل ہوئے ہوں گے جنہوں نے مغربی جرمنی اور دیگر ممالک میں گوریلا فوجی ٹریننگ حاصل کی تھی۔ ہمارے نزدیک قادیانیوں کا حالیہ اجتماع درحقیقت کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کی گہری سازش ہے۔ قادیان میں منعقد ہونے والے اجتماع کی آڑ میں اسرائیل کے ایجنٹ مقبوضہ کشمیر تک اسی طرح رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ جس طرح سیاحوں کے روپ میں پہلے اسرائیلی کمانڈوز مقبوضہ کشمیر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ قادیانیوں کے بھارت میں جشن صد سالہ کے بعد ایک کشمیری راہنما کا بیان قابل ذکر ہے۔ جس میں موصوف نے کہا ہے کہ بھارت نے عوام کو کشمیری حریت پسندوں سے بدظن کرنے کے لیے 'آپریشن شیوا جی پلان' پر عمل شروع کر دیا ہے۔

"بھارت حریت پسندوں کی مختلف تنظیموں میں اپنے ایجنٹ داخل کر رہا ہے۔ یہ ایجنٹ گنجان علاقوں میں بم کے دھماکے کرنے، دکانداروں اور تاجروں کو لوٹنے اور املاک کو نذر آتش کرنے میں مصروف ہیں۔ بعد ازاں ان کارروائیوں کا الزام حریت پسندوں پر لگا دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کشمیریوں کی قربانیاں ضرور رنگ لائیں گی اور بھارت کو جلد کشمیر کی وادی خالی کرنا پڑے گی۔" ●●

صدر مملکت اپنا وعدہ نبھائیں

بھکر۔ صدر مملکت غلام اسحاق خان نے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مطالبہ کو تسلیم کر کے ایک مستحسن

اقدام کیا ہے۔ ہماری طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ نظریہ پاکستان کے عین مطابق ہے۔ امید ہے کہ صدر پاکستان اپنے وعدہ کے مطابق ہدایت جاری کر کے اور کمپیوٹر سسٹم پر بننے والے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کروا کر ایک اہم کام سے سرخرو ہوں گے۔ اس سلسلہ میں اہلیان بھکر بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ہم نے اہلیان بھکر کے تعاون سے قادیانیوں پر شناختی کارڈ میں مذہب اسلام لکھنے کا مقدمہ کیا اور تحریک پورے ملک میں اٹھی۔ مسلمانان بھکر نے ختم نبوت کے محاذ پر ہراول دستہ کا کام کیا ہے جس کے لئے مرکزی دفتر ملتان سے مبارک باد کا پیغام دفتر ختم نبوت بھکر کو موصول ہوا ہے۔ (ڈاکٹر دین محمد فریدی بھکر)

ربوہ میں علماء کرام کا احتجاجی اور اجتماع جمعہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن ربوہ میں احتجاجی اور اجتماعی جمعہ ادا کیا گیا۔ جس میں حضرت مولانا اللہ وسایا فاتح ربوہ اور مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا خدا بخش خطیب ربوہ، قاضی عبید اللہ میانوی علامہ غلام مصطفیٰ چنیوٹی آبادی خطیب مسلم کالونی ربوہ اور دیگر علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اندراج کر کے مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ کو پورا کرے اور قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی کا نوٹس لے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت اورنگ آباد سرائے عالمگیر کے عہدیدار

صدر ———— محمد لسین چوہدری

نائب صدر ———— جناب شیخ ثاقب نعیم

سیکرٹری پروپیگنڈہ ———— راجہ زبیر

خزانچی ———— راجہ نزاکت

ناظم دفتر ———— سجاد حسین چوہدری

ناظم نشر و اشاعت ———— چوہدری محمد ریاض

بقیہ : مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں

۳۳: تریاق القلوب مصنفہ مرزا غلام قادیانی ص ۴۳، مطبوعہ قادیان

۳۴: اخبار بدر مورخہ ۲۹۔ اگست ۱۹۰۶ء۔

۳۵: اخبار پیغام صلح لاہور ۲۸ جولائی ۱۹۴۶ء

۳۶: مرزا غلام قادیانی۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول (ص ۱۹۸۔

۳۷: راجہ رشید محمود۔ میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۱۵۔ اختر کتاب گھر لاہور

۳۸: دار العلوم دیوبند کا ختم نبوت نمبر ۱۹۸۶ء ص ۱۰۹

۳۹:

۴۰: ا سراج منیر ص ۱۲۔ بحوالہ ختم نبوت نمبر دیوبند (ص ۱۰۳

۱۷

۴۱: رفیق دلاوری۔ آئمہ تلبیس، جلد دوم ص ۴۵۷ و محاسبہ قادیانیت از خالد شبیر احمد ص ۳۴۔

۴۲: اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶، نمبر ۵۶۔ مورخہ ۵ ار جنوری ۱۹۲۹ء

۴۳: دار العلوم دختم نبوت نمبر ص ۹۷ تا ۱۰۱۔

۴۴: مرزا غلام قادیانی۔ مواہب الرحمٰن ص ۲۱

۴۵: تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۳۲۔

بقیہ : امان اللہ خان

سربراہ ان دونوں غیر ملکی نامہ نگاروں کے ساتھ وہاں گئے اور بی بی سی نے ہر وہ بات کہی اور دکھائی جو پاکستان کے خلاف جاتی تھی۔ آزاد کشمیر کی پولیس کی طرف سے گولی چلانے کو بی بی سی نے ظلم قرار دیا مگر یہ بتانے کی توفیق اسے نہیں ہوئی کہ آزاد کشمیر واقعی ایک آزاد خطہ ہے۔ جہاں آنے جانے، خبریں تلاش کرنے کی راہ میں نہ پاکستانی حکومت۔ اس کی مسلح افواج اور نہ آزاد کشمیر حکومت رکاوٹ ہے۔ اس کے برعکس بھارت ہر روز درجنوں کشمیریوں کو قتل کر رہا ہے۔ عصمتیں لٹ رہی ہیں مگر بھارت ملکی اور غیر ملکی نامہ نگاروں، آزاد مبصروں اور سفارت کاروں کو مقبوضہ کشمیر میں جانے کی اجازت نہیں دیتا۔

آئی ایس آئی جس کی سربراہی کرنل مقبول، بریگیڈیئر عبدالرحمان، بریگیڈیئر تفضل صدیقی اور بریگیڈیئر صدیق

سالک جیسے ہنر مند لوگ کر چکے ہیں۔ آج کل کور آف انجینئر کے قبضہ میں ہے۔ ریاض اللہ مرحوم بھی پبلسٹی کے آدمی نہیں تھے میجر جنرل جہانگیر نصر اللہ ہر چند کہ فوج کے ایک لائق اور قابل احترام فرد ہیں مگر اس ہنر سے اتنے ہی بے خبر ہیں جتنے اخبار نویس انجینئرنگ سے بے بہرہ ہو سکتے ہیں۔ یہ ادارہ افرادی قوت کے اعتبار سے پھیلتا چلا جا رہا ہے اور کارکردگی گھٹتی جا رہی ہے۔ جنرل حمید گل کی ریٹائرمنٹ اور ۱۱ فروری کے واقعہ میں اس ادارے کی ناکامی بھی ایک سبب تھی۔

بقیہ : غزوۂ احد

نڈ والے تھے اور نہ میدان ہی چھوڑا تھا چنانچہ انہیں جب سب سے پہلے حضرت کعب بن مالکؓ کے پرجوش نعروں سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ سلامت ہیں تو ان کے تن مردہ میں جان پیدا ہو گئی۔ حوصلوں میں توانائی آگئی اور وہ جان فروشانہ انداز میں پھر آپؐ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔

ابو سفیان نے چال چلی لیکن آپ نے مدینہ کے انتظامات سخت کر دیے اور اس کی چال کو ناکام بنا دیا صبح ہوئی تو آپؐ نے مجاہدین کی صف بندی کی اور دفاعی جنگ کی تیاریاں مکمل کر لیں۔

اس علاقے میں بنو خزاعہ آباد تھے۔ یہ قبیلہ اگرچہ تحریک اسلام میں شامل نہیں ہوا تھا لیکن اس کی ہمدردیاں مسلمانوں کے ساتھ تھیں اگرچہ قریش سے بھی ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ ان کا ایک سردار معبد خزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی نیک خواہشات اور ہمدردی کا اظہار کیا پھر کچھ راز کی باتیں ہوئیں۔ بعد ازاں وہ یہاں سے اٹھ کر سیدھا ابو سفیان سے ملنے الروحا گیا۔ جہاں لشکر قریش فروکش تھا ابو سفیان اور اس کے مشیر مسلمانوں سے لڑنے کا متفقہ فیصلہ کیے بیٹھے تھے۔ ابو سفیان نے معبد خزاعی سے پوچھا۔ تمہارے پیچھے کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا۔ محمدؐ اپنے رفقا کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ جس کی مثال پہلے دیکھنے میں نہیں آئی تمہاری تلاش و تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ معبد نے اپنی چرب زبانی اور شعر گوئی سے ابو سفیان اور اس کے مشاہیر کو مکے واپس جانے پر قائل کر لیا۔ ابو سفیان ناکام و نامراد لوٹا۔

اس جنگ میں ستر مجاہدین شہید اور چالیس زخمی ہوئے دشمن کے تیس آدمی ہلاک ہوئے۔

بقیہ: عقیدۂ ختم نبوت

حضرت آدم علیہ السلام

ابن عساکر نے بطریق ابوالزبیرؓ حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا

"محمد رسول اللہ خاتم النبیین" (بحوالہ ختم نبوت کامل از مفتی محمد شفیعؒ)

یہودی کی گواہی

ابونعیمؒ نے حضرت حسانؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔

"میں آخر شب میں ایک ٹیلہ پر تھا کہ یکایک ایک بلند آواز سنی، جس سے زیادہ بلند اور رسا آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ دیکھا گیا تو وہ ایک یہودی تھا جو مدینہ طیبہ کے ایک ٹیلہ پر مشعل لیے ہوئے ہے اس کو دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے۔ اور کہا کیا ہوا کیوں چلاتے ہو! حضرت حسانؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا۔

"یہ ستارہ احمد طلوع ہو چکا یہ ستارہ ہمیشہ نبوت کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اور انبیاء میں سے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی باقی نہیں رہا جو مبعوث نہ ہوا ہو۔" (دلائل النبوۃ ص ۱۷)

نصرانی کی گواہی

طبرانی معجم کبیر میں سیدنا بلالؓ سے راوی ہیں۔

میں زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کے لیے گیا تھا۔ ملک کے اس کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا۔ پوچھا کیا تمہارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لوگے۔ میں نے کہا ہاں، وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا۔ جس میں تصاویر تھیں۔ وہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کریمہ مجھے نظر نہ آئی۔ اتنے میں ایک اور کتابی آ کر بولا کس شغل میں ہو۔ ہم نے حال کہا وہ اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضورؐ کے پیچھے حضورؐ کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے۔ میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے؟ وہ کتابی بولا!

"انه لم یکن نبی الا بعدہ نبی الا ھذا فانه لا نبی بعدہ و ھذا الخلیفہ بعدہ"

"بے شک کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو سوائے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے اسے جو میں دیکھوں تو ابوبکر صدیقؓ کی تصویر تھی۔

میت کی گواہی

نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ زید بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے۔ ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکایک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہو گئی۔ انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو وہاں جا کر اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا۔ گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ وزاری میں مبتلا تھیں اور کچھ مرد جمع تھے۔ اس طرح پر جب مغرب و عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی کہ

"چپ رہو، چپ رہو" لوگ متحیر ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تحقیق معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آ رہی ہے جس میں میت ہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کا منہ کھول دیا۔ اس وقت دیکھا گیا کہ زید بن خارجہ کی زبان سے یہ آواز آ رہی ہے کہ محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ الخ" "یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا" یہی مضمون کتاب اول یعنی توریت و انجیل وغیرہ میں موجود ہے۔

"سچ کہا سچ کہا"

گوہ کی گواہی

حضرت عمر فاروقؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں مروی ہے کہ (ایک گاؤں والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے ایک گوہ آپ کے سامنے چھوڑ دی اور کہا) میں جب تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے۔ آپ نے گوہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بتلا میں کون ہوں؟ گوہ نے نہایت بلیغ عربی زبان میں جس کو ساری مجلس سمجھتی تھی کہا لبیک وسعدیک یا رسول رب العالمین "یعنی" اے رب العالمین کے سچے رسول میں حاضر ہوں اور آپ کی اطاعت کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو کس کی عبادت کرتی ہے؟ گوہ نے جواب دیا کہ اس ذات اقدس کی کہ آسمان میں اس کا عرش عظیم ہے۔ اور زمین پر اس کا قبضہ اور سلطنت ہے۔ اور دریا میں اس کا بنایا ہوا راستہ ہے۔ اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ آپ نے فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے جواب دیا کہ پروردگار عالم کے سچے رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ (خصائص کبریٰ للسیوطیؒ ص ۶۵ جلد ۲)

دراز گوش کی گواہی

ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبلؓ سے راوی ہیں جب خیبر فتح ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا۔ اس سے کلام فرمایا وہ جانور بھی تکلم میں آیا۔ ارشاد ہوا تیرا کیا نام ہے؟ عرض کی یزید بیٹا شہاب کا اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کئے۔ ان سب پر انبیاء سوار ہوئے۔ مجھے یقینی توقع تھی کہ حضورؐ مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوائے حضورؐ کے کوئی باقی نہیں۔ میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا۔ اسے قصداً گرا دیا کرتا۔ وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھا۔ جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے۔ چوکھٹ پر سر مارتا۔ جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں۔ جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا۔ ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنوئیں میں گر کر مر گیا۔

باقی آئندہ

صدرِ مملکت اور وزیرِ اعظم اپنا وعدہ پورا کریں

جب سے وزیرِ داخلہ نے یہ بیان دیا ہے کہ آئندہ شناختی کارڈوں کا اجراء کمپیوٹر کے ذریعے کیا جائے گا۔ اس وقت سے انتہائی شدت کے ساتھ یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ

- شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔ اقلیتوں کے شناختی کارڈ کا رنگ الگ کیا جائے۔
- یہ مطالبہ کسی خاص فرد یا جماعت کا نہیں بلکہ تمام دینی جماعتوں اور پوری قوم کا متفقہ مطالبہ ہے۔
- اس مسئلہ پر قائدِ جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی وزیرِ اعظم اور وزیرِ داخلہ سے گفتگو ہوئی اور انہوں نے یہ مسئلہ حل کرنے کا وعدہ کیا
- عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سمیت تمام جماعتوں کے مشترکہ وفد نے صدرِ مملکت سے ملاقات کی ان ملاقاتوں اور گفتگو میں مطالبہ پورا کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی۔

لیکن اس کے باوجود ابھی تک وعدہ ایفا نہیں کیا گیا

یہ صورتِ حال انتہائی پریشان کن ہے۔ حکمران اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھیں اور شناختی کارڈ کے مسئلہ پر جو وعدہ کیا گیا ہے اسے فوراً پورا کیا جائے۔

خطیب صاحبان توجہ فرمائیں

چونکہ حکمران طبقہ وعدے کے باوجود چشم پوشی، وعدہ خلافی اور قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کر رہا ہے اس لیئے ملک بھر کے تمام علماء کرام و خطباء حضرات سے درخواست ہے کہ وہ جمعہ خصوصاً جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے اجتماعات میں اپنی تقاریر کے دوران شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھنے اور قادیانیوں سمیت تمام اقلیتوں کے شناختی کارڈوں کا رنگ الگ کرنے کے مسئلہ کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔ نیز صدرِ مملکت، وزیرِ اعظم، وزیرِ داخلہ اور دوسرے متعلقہ حکام سے پرزور انداز میں مطالبہ کریں کہ اس خالص اسلامی اور عوامی مطالبے کو نظر انداز نہ کیا جائے اور انہوں نے اس سلسلہ میں جو وعدہ کیا ہے اسے فوراً پورا کیا جائے۔

شعبہ نشر و اشاعت

آل پارٹیز مجلسِ عمل تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان

رابطہ آفس:۔ حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون نمبر: ۴۰۹۷۸